SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, May 10, 1993

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty four minutes after ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

فا لذین امنوا به عزروه و نصروه واتبعوالنور الذی انزل معه
اولئک هم المفلحون O قل یا یهاالناس انی رسول الله الیکم
جمیعا ن الذی له ملک السموت والارض لا اله الا هو یحی و
یمیت فامنو بالله و رسوله نبی الامی الذی یو من بالله و کلمته
و تبعوه لعلکم تهتدونO

ترجمہ، سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ اور اس نور کا تباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھجا گیا ہے ۔ ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں ۔ آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں ۔ جس کی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اور زمین میں اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے ۔ سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ پر اور اس کے

4378(92)S-A (1)

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, May 10, 1993

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty four minutes after ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

فا لذين امنوا به عزروه و نصروه واتبعوالنور الذى انزل معه
اولئک هم المفلحون O قل يا يهاالناس انى رسول الله اليكم
جميعا ن الذى له ملک السموت والارض لا اله الا هو يحى و
يميت فامنو بالله و رسوله نبى الامى الذى يو من بالله و كلمته
و تبعوه لعلكم تهتدونO

ترجمہ، سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ اور اس نور کا تباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھجا گیا ہے ۔ ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں ۔ آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں ۔ جس کی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اور زمین میں اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے ۔ سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ پر اور اس کے

4378(92)S-

احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تا کہ تم راہ پر آ جاؤ۔

QUESTION AND ANSWER

Mr. Chairman: Question hour. ....

Question No .66 Muhammad Ibrahim Khan Sahib. The reply not received-

ہاں جی وہ تو کر لیں گے ہی ۔ میرے خیال میں ضرورت اس بات کی ہے کہ محکموں کو بھی ہدایات جاری کی جائیں کہ ۱۲ دن کا نوٹس ہوتا ہے ' اس کے باوجود جواب نہیں آتا ۔ یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب محمد ابراہیم خان : جی جناب والا ! پچھلے اجلاس سے یہ ملتوی ہوا ہے ' اب کے پھر آیا ہے ' اس بار بھی یہ ہوا تھا کہ وزیر صاحب نہیں تھے ' اب پھر وزیر صاحب نہیں ہیں ۔

جناب چیئر مین ، خورشید قصوری صاحب آپ اس کو نوٹ کریں It pertains to your department سوال کا جواب نہ آنا this is very regrettable ,because the notice is adequate, and it is not a question which requires very long notice.

میاں خورشید محمود قصوری۔ جی ہاں مجھے بالکل محکمے نے بریف نہیں کیا۔

Mr. Chairman:We would like an answer when? During the session.

ٹھیک ہے جی ۔ یہ ذرا نوٹ کر لیں ۔ جی انوائرمنٹ کا سوال ہے لیکن Parliamentry Affairs should coordinate all this. جہاں بھی لیٹ ہوتا ہے یا نہیں آتا ' مہربانی کر کے اس کو دیکھ لیں۔ جی جناب سید فضل آغا صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

انجینئر سید محمد فضل آغا ۔ ابھی تین چار دن پہلے محترم عبدالرحمان جمالی صاحب نے مجھے بھی assurance دی تھی کہ پچھلے سوال کی معلومات ہاؤس کے فلور پر اسی ۔ سیشن میں لا کر دوں گا ۔ اس کو چار پانچ دن گزر گئے ہیں اور سیشن کے دن بھی تھوڑے رہ گئے ہیں۔

جناب چیئرمین ، میرے خیال میں پہلے یہ کر لیں پھر اس کے بارے میں بھی بات کر لیتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر ۶۷ جناب بشیر احمد مٹہ صاحب ۔

67. *Mr. Basheer Ahmed Matta: Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether it is a fact that the late Senator Abdul Khaliq Khan had recommended the electrification of villages Pir Gari Doran, Baghicha Deri and Galiara, District Mardan in May, 1992, if so, the time by which these villages will be electrified?

Mr. Asif Ali Zardari: The work orders for four (4) villages recommended by Late Senator Abdul Khaliq Khan have been issued to the contractor and the work is under progress. The same will be completed by the end of September 1993.

جناب چیئرمین۔ جی سپلیمنٹری سوال۔

Mr. Basheer Ahmed Matta: Well, the question has stated the name of one village which is Baghicha Deri as is Baghicha Deri which means that nobody has gone through this question. They have said that they have given sanction for the electrification of the villages recommended but I wonder whether those are the same villages which he had recommended out because here they have not even read the question, the name is wrong, it is not Bagicha Deri it Baghicha.

جناب چیئرمین۔ جی واپڈا کی جانب سے کون جواب دے رہے ہیں۔ کس کس کو ڈیفر کروں۔ I mean, what do you want me to do.

Mian Kurshid Mehmood Qasuri: Sir, nobody has informed me about this in the morning.

Mr. Chairman: you see primary responsibility again falls on the Minister for parliamentary affairs, and if the Minister does not inform you,

then, it is very unfortunate, I think you should bring it to the notice of the Prime Minister.

Mian Kurshid Mehmood Qasuri: Ok. I will do that.

جناب چیئرمین۔ جی جناب اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ میرے خیال میں ۱۵ اور بھرتی کریں تاکہ وہ یہاں پر حاضر تو ہوں۔

Mr. Basheer Ahmed Matta: Will it be taken later on ?

Mr. Chairman: This has to be, I mean, this is most unfortunate.

Mr Bashir Ahmed Matta: No body responsible is here for taking this commitment.

جناب چیئرمین۔ خورشید قصوری صاحب آپ coordinate کریں گے ۔ I am sure things will be better.

Dr. Muhammad Rehan : Basic supplementry question on this question No 67 is Sir, when the headquarters of WAPDA will be shifted from Lahore to Islamabad ?

جناب چیئرمین۔ وہی میں کہہ رہا ہوں کہ اگر وزیر صاحب نہ ہوں تو طریقہ یہ ہوتا ہے کہ colleague is requested کہ آپ ہمارا کام نپٹا دیں۔ آپ بیٹھے ہوئے ہیں یہاں۔۔۔

Makhdoom Syed Yousaf Raza Gillani: I think the Minister for Parliamentary Affairs have noted it down.

جناب چیئرمین۔جی جناب حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد۔ جناب یہ زرداری صاحب کے جو چھوٹے منسٹر ہیں وہ کہاں ہیں؟

جناب چیئرمین۔ وہ کون ہیں۔ پیداوار کے کوئی وزیر مملکت ۔ جی عالم زیب خان

کدھر ہیں ۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ میرے خیال میں حافظ حسین احمد صاحب کو زیادہ پتہ ہو گا ۔ کیونکہ ان کی پارٹی کے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ جی آپ کی پارٹی کے ہیں ۔ پھر تو آپ کو بھی تھوڑی سی ذمہ داری اٹھانی پڑے گی، آخر آپ کی پارٹی کے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ جی اگلا سوال ہے 68، وہ بھی ۔ جی حافظ صاحب کہاں ہیں آپ کے colleague,

*68. Mir Abdul Jabbar: Will the Minister for Water and Power be pleased to refer to Senate Starred Question No. 194 replied on 8th July ,1992 and state whether the Indus River Authority has been constituted, if so , the details of the meetings held by it so for?

Mr. Asif Ali Zardari: yes.

The Authority has held 3 meetings on 24th, 26th and 27th April , 1993 to:—

(a) discuss likely Water availablility in Indus River system during Kharif season and its utilization;

(b) decide TORs for study of minimum releases down- tream Kotri Barrage;

(c) consider allocation of 60 MGD Water for Pakistan Steel Mill.

حافظ حسین احمد ۔ جناب اگر وہ معذرت کر دیں تو پھر میں بتا دوں گا۔ قصوری صاحب اگر کہہ دیں کہ ان کے بس کی بات نہیں ہے ۔ تو پھر اس پر سوچا جا سکتا ہے ۔

جناب چیئر مین۔ اگلا سوال ہے جی نمبر 69 فصیح اقبال صاحب۔

69. *Syed Faseih Iqbal : Will the Minister for Petroleum and Natural

Resources be pleased to state:

(a) the date of establishment of the Sui Southern Gas company and the cost of the gas per cft at the time of its establishment and the present cost in pakistani currency ; and

(b) the procedure evolved for the payment of royalty and the amount of royalty paid to Balochistan province during the last five years?

Arbab Muhammad Jehangir Khan: (a) The then and present wellhead prices of gas from various fields are:

(in Rs./mcft)

	On March 1989	On April 1993
Sui	5.70	9.39
Pirkoh	13.41	23.78
Badin	13.89	35.84

(b) During the last five years following transfers were made to Balochistan on account of royalty on natural gas:---

(Rs. in million)

Year	Net Transfers
1988-89	208.400 (RE)
1989-90	273.800 (RE)
1990-91	248.703 (RE)
1991-92	265.000 (RE)
1992-93	342.100 (RE)

جناب چیئرمین- ۶۸ بھی وہی ہے جی حافظ صاحب کے colleague نہیں ہیں -

جی سپلیمنٹری سوال۔

سید فصیح اقبال ۔ میں ارباب صاحب کا خیر مقدم کرتا ہوں وزیر برائے قدرتی وسائل کی حیثیت سے ۔ اب سوال کے جوابات چونکہ پچھلے دور میں بنائے گئے ہیں وہ سب غلط ہیں ۔ اب میں ان کا الزام ان پر نہیں تھوپوں گا۔

The date of establishment of Sui Southern Gas Company and the cost of the gas per cft at the time of its establishment and the present cost in Pakistani currency.

جواب(A) کا بالکل غلط ۔ دوسرے کا میں نے پوچھا تھا کہ

The procedure evolved for the payment of royalty and the amount of royalty paid to Balochistan province during the last five years?

تو procedure کو evolve کرنے کا کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ صرف یہ بتا دیا گیا ہے کہ اتنے پیسے ٹرانسفر ہوئے ہیں ۔ میرا خیال یہ ہے کہ ان کی وزارت نے ماشاء اللہ جب بھی کوئی سوال سوئی گیس یا رائلٹی کے بارے میں پوچھے گئے ہمیشہ خفیہ ---- اور میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کے ساتھ ہمیشہ یہ ناانصافی کی گئی ہے اور breach of privilege ہوا ہے کہ جب بھی ہم نے معلومات معلوم کی ہیں سوئی گیس یا آئل کے سلسلے میں ، کبھی اس وزارت نے جواب نہیں دیا ہے ۔ وجہ کیا ہے کہ اس میں بڑے معاملے ہیں ، اور وہ معاملے کیا ہیں کہ بلوچستان کو محروم کیا گیا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ آپ سوال پوچھیں ، تقریر کا بعد میں موقع مل جائے گا۔

سید فصیح اقبال۔ میں تقریر اس لئے کر رہا ہوں کہ میں وزیر صاحب پر کچھ بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا ۔ جب وزیر صاحب جواب دیں تو اس کا جواب بھی دے دیں ۔

جناب چیئرمین۔ یہ صحیح ہے کہ سوال کا جواب تو آیا نہیں ہے ۔

ارباب محمد جہانگیر خان۔ جناب فصیح اقبال صاحب نے بالکل درست فرمایا ہے۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ میں اس وقت جواب دوں تو اس وقت بھی میں جواب دے سکتا ہوں ۔ کیونکہ یہ جواب مجھ سے پہلے تیار کیا گیا تھا۔ اگر بعد میں چاہیں تو میں بعد میں دے دوں گا۔

جناب چیئرمین- جی اگر آپ کے پاس تیار ہے تو فرمادیں -

ارباب محمد جہانگیر خان- انہوں نے جو سوال کیا ہے - اس کے تین جزو ہیں - ایک تو یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ The date of establishment of Sui Southern Gas. تو ۲۰ مارچ ۸۹ ۱۹۰۰ کو Sui Southern گیس کی establishment ہوئی - اسی سوال میں انہوں نے دوسری چیز پوچھی ہے کہ the cost of gas per cft at the time of its establishment? اور پھر present cost انہوں نے پوچھی ہے - تو ہمارے پاس اس وقت تین ہیں - ایک سوئی گیس جو پاکستان پٹرولیم ڈویلپمنٹ جو ہے اس کے پاس ہے - مارچ ۱۹۸۹، جس وقت یہ establish ہوئی 5.70 ملین جو ہے اس کی قیمت تھی 1000 فی کیوبک فٹ کے حساب سے -

جناب چیئرمین- 5.70 روپے-

ارباب محمد جہانگیر خان- جی ہاں 5.70 روپے - اور اپریل ۱۹۹۲ء تک جو ہمارے پاس فگرز ہیں وہ ہیں - 9.39 اسی طرح پیرکوہ کا گیس فیلڈ جو ہے اس کی قیمت تھی 13.41 روپے - اور اپریل میں اس کی قیمت تھی 23.78 ' بدین گیس کی قیمت 13.89' اور اپریل میں اس کی قیمت 35.84 روپے- یہ تو اس کی قیمت تھی - اب طریقہ رائج جو ہے اس کا وہ بھی فگرز میں ان کو دے سکتا ہوں - 89-1988 ء سے لےکر 93-1992ء تک تو یہ فگرز ہیں' ہمارا estimate تھا 89-88 ء میں 212.635 اور یہ ان کو ملا ہے - رائلٹی اس سال میں 208.400 روپے یہ revised estimate ہے- جناب 90-1989 میں 279.434 اور revised estimate کے مطابق ان کو ملا 273.800 - 91-1990 میں 253.743 اور revised estimate کے مطابق بلوچستان کو 248.700 ملا- جناب 92-1991ء میں 270.395 اور evised estimate کے مطابق 265.000 93-1992 ء میں 349061 revised estimate 342.100- جناب یہ صرف وہاں سے آمدنی ہوتی ہے ان کا صرف ۲ فی صد ' collection charges فنانس ڈیپارٹمنٹ وصول کرتا ہے باقی ساری رائلٹی بلوچستان کو ملتی ہے -

جناب چیئرمین-جی جناب سید فصیح اقبال صاحب-

سید فصیح اقبال -وزیر صاحب نے صحیح فرمایا ہے - اب یہ دیکھئے کہ سوئی کا لکھا ہے مارچ 1989 ء میں Sui Southern بنی تو پیرکوہ بھی 1989 ء میں ہوئی - کیا بدین بھی مارچ 1989 ء میں ہوئی - کیا prices میں اتنا تفاوت کہ 1989ء میں 5.70 سوئی گیس ہے ' اور آج

جب 1993ء میں 99.39 ہے اور بدین 13.89 ہے اور 35 ہے ۔ ایک تو یہ مسئلہ ہے بیچ میں ۔ چونکہ یہ اس سوال کا صحیح جواب نہیں ہے ۔ دوسری چیز اس میں ،میں نے یہ پوچھی تھی کہ The procedure evolved یعنی کونسا procedure ہے جس کے تحت ہمیں یہ رائلٹی ملتی ہے ۔

سید فصیح اقبال ۔ تو اس میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ ۲ فی صد ہے۔ ا فی صد ہے۔

جناب چیئر مین۔ آپ دو باتیں کہہ رہے ہیں ۔ ایک آپ کہہ رہے ہیں کہ قیمت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے ۔

سید فصیح اقبال ۔ ہماری سوئی گیس کی قیمت نہیں بڑھی۔ variation 20 سال میں 5سے بنتی ہے اور آپ بدین کا 1989ء سے دیکھیں تو اس کا مطلب ہے کہ جواب غلط ہے کیونکہ وہ 1989ء میں بدین کا نہیں بنا ہو گا ۔ بدین کا latest ہوا ہو گا کیونکہ بدین کو بھی انہوں نے 1989ء on march رکھا ہے ۔ پیر کوہ کو بھی رکھا ہوا ہے ۔ دیکھئے کتنا بڑا variation ہے ۔ 570 سوئی ہے لیکن اسی تاریخ کو پیر کوہ 1341 اور بدین 1389۔ آج اس وقت اپریل1993ء میں دیا ہے۔ سوئی 9.39 اور پیر کوہ 23.78 اور بدین کا 35.84 اتنا بڑاvariation۔

جناب چیئر مین۔جناب ارباب صاحب۔

ارباب محمد جہانگیر خان۔ اس کی ہسٹری یہ ہے کہ 1989ء میں یہ merge ہو کر southern سوئی گیس بنی ۔ سب سے پہلے جو سوئی گیس کی کمپنی تھی۔ وہ تھی کراچی گیس کمپنی جو کہ 1956ء میں وہ کمپنی establish ہو گئی اور دوسری انڈس گیس کمپنی تھی ۔ وہ بھی 1956ء میں establish ہو گئی اور ان دونوں کے ذمے بلوچستان اور سندھ میں سوئی گیس کی distirbution اس کا کام تھا ۔ یہ اس وقت تک جب 1956ء میں establish ہوئی تو منسٹری آف پروڈکشن کے اندر یہ دونوں کمپنیاں کام کرتی تھیں ۔ یہ پٹرولیم منسٹری کے تحت نہیں تھیں ۔ 15.5.1985 کو یہ دونوں کمپنیاں پہلی مرتبہ merge کی گئیں اور اس سے ایک دوسری کمپنی بنی جو کہ southern گیس کمپنی بن گئی۔ 15.5.1985 کو دونوں merge کر کے ---- پھر اس کے بعد 1985ء میں یہ کنٹرول منسٹری آف پروڈکشن سے ٹرانسفر کی گئی ۔ Ministry of petroleum اس کے بعد جناب یہ merge کر کے 30.3.1989 کو یہ سوئی گیس کارپوریشن کمپنی میں تبدیل ہو گئی۔ پھر یہ سوئی southern گیس بن گئی ۔ اگر وہ اس سے مطمئن نہیں ہیں تو میں ان

سے request کرتا ہوں آپ کی وساطت سے کہ مجھے ٹائم دے دیں ۔ میں تفصیل کے ساتھ ان کو جواب دے دوں گا۔

جناب چیئر مین۔ فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال ۔ میں آپ کو وقت دیتا ہوں کیونکہ اب چیزیں نئی نئی آ رہی ہیں اور اس میں چونکہ ہمارے بلوچستان کے natural resources کا جو devisible pool کے علاوہ ہمیں کیا ملتا ہے۔ وہ ہمیں کم ملتا ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب چیئرمین۔ حافظ حسین احمد پوائنٹ آف آرڈر ۔

حافظ حسین احمد ۔ شکریہ جناب چیئر مین صاحب ! میں گزارش کروں گا سوال نمبر 69 کے بارےمیں ۔ محترم وزیر جناب ارباب جہانگیر صاحب نے کہا ہے کہ جو جواب محکمے کی طرف سے دیا گیا ہے ' وہ غلط ہے ۔ انہوں نے یہ بات فلور پر کی ہے تو اس سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور میں نے آپ کو تحریک استحقاق پیش کی ہے ۔ آپ مجھے دیں کہ میں پڑھ لوں۔ اس میں دو صورتیں ہیں کہ میں گزارش کروں گا کہ اگر ارباب جہانگیر صاحب کا بیان درست ہے تو محکمے کی طرف سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ وزارت کی طرف سے اور اگر کی گئی بات غلط ہے تو ان کا جواب درست ہے تو ان کی طرف سے ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ آپ کی تحریک آ گئی ہے ۔ اس کو process کریں گے ۔ اگر مناسب ہوا تو لے آئیں گے ۔

حافظ حسین احمد ۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین۔ پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد ۔ میں ذرا محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سوال میں کہا گیا تھا ۔ cost of gas per cubic feet? جواب ہے price of gas wellhead cost اور price دونوں ایک چیز نہیں ہوتے اور دونوں کا جو فرق ہے وہ productive agency کا اپنا profit ہے ۔ وہ protect کرتا ہے تو ذرا غور کریں کہ یہ فرق کیوں ہے اور cost کیا ہے اور price کیا ہے ؟

جناب چیئرمین۔ارباب جہانگیر صاحب یہ بھی نکتہ دیکھنے والا ہے ۔

ارباب محمد جہانگیر خان۔ اس کا بھی تفصیلی جواب دے دوں گا ۔ جو بھی یہ چاہتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ ایک cost کی بات کہ cost کیا ہے ؛ ارباب جہانگیر صاحب ۔ wellhead کی بات کہ procedure کیا ہے ؟

ارباب محمد جہانگیر خان۔ Cost and Wellhead price کے بارے میں میں آپ کو تفصیل دے دوں گا۔

جناب چیئرمین۔ سید فضل آغا صاحب ۔

سید محمد فضل آغا ۔ جناب شکریہ جی ۔ میری بھی اس سلسلے میں ارباب جہانگیر صاحب سے گزارش ہے ۔ جناب اگر آپ دیکھ لیں ۔ ہماری ہسٹری کو تو آپ چھوڑیں ۔ انہوں نے قیمت جو latest لگائی ہے ۔ وہ 9.39 ہے اور پیرکوہ کا 23.78 ہے اور بدین کا 3.584 ہے تو اب یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ فیلڈز میں cost کا per cubic value میں فرق کیوں ہے ؛ جب کوالٹی ایک ہے ۔اس لئے کہ ہم اس میں deficit میں جا رہے ہیں۔ ہمارے ہاں سے گیس زیادہ produce ہوتا ہے اور اس کی cost کم لگتی ہے ۔ ہمیں ویسے بھی 3.5 کے حساب سے دیتے ہیں تو اس کی original value بھی کم کر دیتے ہیں ۔ اس کے بعد ہمارا حصہ بھی کم آتا ہے ۔ ہمیں تو اونٹ کے منہ میں زیرہ بھی نہیں ملتا ۔ یہ بتائیں کہ اس کی cost ایک کیوں نہیں ہے؟

جناب چیئرمین۔ ارباب صاحب اس کو بھی دیکھ لیں گے ۔ جس طرح پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ یہ price ہے تو cost work out کر کے بتائیں گے کہ ہر wellhead پر cost کیا آتی ہے ؛

سید محمد فضل آغا ۔ تیل آپ مختلف کنوؤں سے نکال رہے ہیں اور پاکستان میں ایک ریٹ پر بیچ رہے ہیں اورگیس مختلف کنوؤں سے نکال رہے ہیں۔

جناب چیئر مین۔ ہو سکتا ہے کہ اگر ایک چیز پرانی چلی آ رہی ہے۔ اس وقت capital cost کم ہو گا ۔ غالباً cost بھی کم ہو گی ۔ وہ دیکھیں گے ۔

سید محمد فضل آغا - گزارش ہے کہ ریونیو تو ایک ریٹ پر collect کررہے ہیں - سارے پاکستان میں گیس بیچ رہے ہیں تو اس کا ریٹ تو ایک ہے - ہمیں اسی حساب سے ریونیو ملنا چاہئیے۔ اس capital cost پر ہم کیوں ----

جناب چیئرمین- ارباب جہانگیر صاحب اس پر تفصیل دیں گے -

ارباب محمد جہانگیر خان- جو پٹرولیم کمپنی کے ساتھ ان کا معاہدہ ہوا ہے۔ جو کہ 25 فی صد return پیر کوہ کا O.G.D.C کے ساتھ معاہدہ ہے - اس میں جوفرق ہے - میں اس کا تفصیلاً جواب دوں گا -

جناب چیئرمین- دو دن کے بعد جواب دیں گے - جناب حافظ صاحب -

حافظ حسین احمد- اب وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ 1992ء اور 1993ء میں جو " 342 ملین دیئے گئے - یہ کل رقم کتنی تھی - رائلٹی کی اور اس میں سے سیلاب کے نام پر کتنی کٹوتی کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین- جی جناب ارباب جہانگیر صاحب۔

ارباب محمد جہانگیر خان- میرے پاس اس وقت جو تفصیل ہے - یہ دو فی صد چارجز اس سے collection کرتے ہیں اور باقی سب---

جناب چیئرمین- جناب میر عبدالجبار صاحب کیا آپ بھی کچھ پوچھنا چاہتے تھے ؟

میر عبدالجبار - جی قیمتوں کے بارے میں کہ گیس کی قیمتوں میں تفاوت کیوں ہے ؟ جب کہ مائع گیس ایک ہی قسم کی ہے اور ہر گاہک سے ایک ہی حساب سے پیسے کاٹتے ہیں تو ریٹ میں تفاوت کیوں ہے ؟

جناب چیئرمین-یہ ساری چیزیں تفصیل سے جائیں گے - عبداللہ شاہ صاحب۔

Syed Abdullah Shah: Sir, I would also like to know from the honourable Minister that are they paying any royalty to Sindh also because they are getting gas from Badin?

جناب چیئرمین ۔ وزیر صاحب یہ ساری چیزیں نوٹ کر لیں ۔ Then yoy can make a detailed statement. یہ ساری چیزیں جو ممبران نے اٹھائی نہیں ۔

جناب چیئر مین۔اگلا سوال نمبر 70 فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا ۔ وزیر موصوف صاحب ہیں یا پھر سیکریٹری کے بعد تو یہی ہو گا کہ چھوٹے وزیر بھی نہیں ہیں ۔

جناب چیئر مین۔ محمود قصوری صاحب آپ ذرا دیکھنا ۔ Same problem. ۔

سید محمد فضل آغا ۔ سر تو پھر اس کا کیا ہوا؟ defer. ۔

جناب چیئر مین۔ defer ہی ہو گا ۔ کیا کریں؟ یہاں وزیر موجود نہیں ہیں ۔

سید محمد فضل آغا ۔ سر یہ تین سوال ہیں تو تینوں defer۔ یہ تماشہ کب تک لگا رہے گا؟ یہ تو پچھلے کئی دنوں سے یہی ہو رہا ہے ۔ یہ defer ' یہ defer ' یہ defer اس طرح تو یہ نہیں چلے گا۔ کیونکہ میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ وزیر یہاں موجود نہیں ہے۔

جناب چیئر مین ۔ ہونا یہ چاہئیے کہ اگر وزیر غیر حاضر ہے ۔ Then he should request a colleague or the Minister for Parliamentary Affairs- کہ میں نہیں آ سکتا ۔ مہربانی کر کے یہ میرا کام نپٹا دیں ۔

Syed Muhammad Fazal Agha: Sir , When the Ministry is constantly there , the Secretariat is there , the Secretaries are there , the subordinate deptts are there , then why the answers to question are not coming here?

جناب چیئرمین۔ جو بھی سوال defer ہو رہا ہے ۔ اس کو ہم جمعرات کو لیں گے ۔

سید محمد فضل آغا۔ یہ ٹھیک ہے ۔ پریولج میں نہ چلی جائے یہ بات جی ۔ ٹھیک ہے - you make your point-

جناب چیئر مین- اگلا سوال نمبر 71 - وہ بھی پروڈکشن منسٹری کا ہے تو Again not received- وزیر مملکت بھی نہیں ہیں -

اگلا سوال نمبر 72 - Reply Again not received اگلا سوال نمبر 73 - فصیح اقبال صاحب۔

73. *Syed Faseih Iqbal: Will the Minister for Culture and sports be pleased to state whether it is a fact that the next South Asian Federation (SAF) Games will be held in pakistan ; if so, its venue and the details of contribution of funds being made by national and international agencies for holding these games?

Mr. Muhammad Afzal Khan: No the next SAF games are not being held in pakistan .

جناب چیئرمین- محمد افضل خان صاحب ـ

جناب محمد افضل خان - اس کا جواب آ گیا ہے کہ SAF games are not being held.

سید فصیح اقبال- میرا سپلیمنٹری یہ ہے کہ محمد افضل بھی نئے تشریف لائے ہیں - اب ان کو پہلے SAF games کے حساب و کتاب کا معلوم نہیں ہے کیونکہ اس کا سپلیمنٹری نہیں بنتا تھا کہ باقی SAF games جو پہلے ہوا تھا - پاکستان میں اس کے حساب و کتاب کا کوئی جائزہ نہیں مل سکا یعنی اس کا خرچ ! اس کا تخمینہ -

جناب چیئرمین- وہ تو کہتے ہیں ہو ہی نہیں رہا۔

سید فصیح اقبال - یہ تو میں پہلے والی بات کر رہا ہوں - یہ تو next ہے - میں ذرا پوچھ رہا ہوں -

جناب چیئرمین- محمد افضل خان صاحب۔

جناب محمد افضل خان - جناب چیئر مین ! چونکہ یہ تو پوچھا نہیں گیا- میں سینئر موصوف کے استدعا کے مطابق وہ عرض کر نا چاہتا ہوں کہ پہلا SAF games منعقد ہوا - 17

سے 24 دسمبر تک 1985، میں پھر ڈھاکہ میں۔ Second SAF games 19 سے 28نومبر تک
1987، کو اسلام آباد میں ۔ Third SAF games 19 سے 28 نومبر تک 1989، کلکتہ انڈیا میں ۔
چوتھا 20 سے 27 اکتوبر 1989 تک اسلام آباد میں منعقد ہوا ۔ 5th SAF games 22 سے
31 دسمبر 1991، تک کولمبو سری لنکا میں منعقد ہوئیں اور چھٹی سیف گیمز ڈھاکہ میں منعقد ہو رہی
ہیں یہ biannual ہوتا ہے اور آئندہ ہمارے پاس نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین۔ راجہ محمد افضل خان ۔

راجہ محمد افضل خان۔ گزارش ہے کہ شاید وزیر موصوف ضمنی سوال صحیح طور پر سمجھ نہیں پائے ہیں ۔ سید فصیح اقبال صاحب کا ضمنی سوال یہ تھا کہ 1989، میں جو سیف گیمز پاکستان میں منعقد ہوئیں تھیں۔ ان کی(انکم) اور expenditure جو ہے وہ پوچھ رہے تھے ۔ تو میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ اس کے حساب کتاب کے متعلق کیا یہ ہاؤس کو بتانا پسند فرمائیں گے ؟

سید فصیح اقبال۔ جی ہاں ۔

جناب محمد افضل خان۔ جناب چیئرمین ! صرف مطلوبہ ہی نہیں ۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ تفصیل سے جواب دیا جائے تو میں وہ ریکارڈ بھی یہاں حاضر کر دیتا ہوں ۔ جس دن وہ چاہتے ہیں لیکن اس میں یہ سوال کہ کب ہوں گے اور اس کی تیاری پر کیا خرچ آئے گا تو اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ جو ایجنسیاں اس کے لئے funds دیتی ہیں ۔ یہ جو funds کا مسئلہ ہے ۔ یہ ابھی نہیں ہے کیونکہ یہ منعقد نہیں ہو رہے ہیں تو اگر یہ پچھلے سیف گیمز کا حساب کتاب چاہتے ہیں تو یہ حاضر ہے ۔

سید فصیح اقبال ۔ جی پچھلے کے بارے میں پوچھ رہے ہیں ۔

جناب محمد افضل خان ۔ اس کے لئے وہ فریش سوال کریں تو میں حاضر ہوں ۔

سید فصیح اقبال ۔ تو ضمنی سوال تو کر سکتے ہیں ۔ چلیں ٹھیک ہے ۔ آپ نے بڑا صحیح جواب دیا ہے ۔ تو یہ کب تک table کر دیں گے ۔

جناب چیئرمین- حافظ صاحب کو سوال پوچھ لینے دیں۔

حافظ حسین احمد - وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ضمنی سوال کریں - میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ سیف گیمز کے نام پر جو لاٹری ہوئی تھی - اس میں آمدنی کیا ہوئی تھی اور اسے کہاں خرچ کیا گیا؟

جناب چیئر مین- جناب وزیر صاحب۔

جناب محمد افضل خان - یہ جی fresh question دے دیں - میں کل ہی table کر دوں گا۔

حافظ حسین احمد- ابھی تو انہوں نے کہا کہ ضمنی سوال کریں۔

جناب چیئر مین- بہر حال ! انہوں نے کہا ہے کہ fresh question دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئر مین- راجہ افضل صاحب ! آپ کیا فرما رہے تھے؟

جناب محمد افضل خان - جی میں کل ہی جواب دے دوں گا۔

سید فصیح اقبال - میں جناب کی وساطت سے یہی assurance چاہ رہا تھا کہ جیسے ابھی وزیر صاحب نے خود فرما دیا ہے کہ کل table کر دیں گے تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب چیئر مین- اگلا سوال نمبر 74۔

74. *Syed Iqbal Haider: Will the Minister for Housing and Works be pleased to state;

(a) the prescribed qualification / experience for the post of Inspector in the Estate Office, Rawalpindi / Islamabad ; and

(b) whether these posts are transferable, if so, the mode of transfer, and;

(c) the names and date of posting of Inspectors working at

present in the Estate Office , Rawalpindi?

Mr. Anwar Saifullah Khan: The post of Inspector exists only in the Estate Office Islamabad whereas 2 posts of Sub Inspectors exist in the Estate Office Rawalpindi . The post of Inspector is a promotion post and Sub Inspectors with 3 years of service are eligible for such promotion.

(b) Yes. Transfers are made in accordance with the Government instructions as may be required in the public interest.

(c) As stated above no post of Inspector exists in Rawalpindi.

جناب چیئرمین۔ ضمنی سوال ۔

سید اقبال حیدر۔ اب میں اپنے وزیروں سے کیا ضمنی سوال پوچھوں۔ یہ میرے وزیر ہیں ۔ کوئی ضمنی سوال نہیں ۔

جناب چیئرمین۔ کیا سوال اس لئے پوچھا جاتا ہے کہ وزیر اپنا نہیں ہے ۔ سوال تو ہوتے ہیں Information کے لئے ۔ It has nothing to do . کہ وزیر اپنا ہے یا پرایا ہے ۔ اگلا سوال اقبال حیدر صاحب ۔

75. *Syed Iqbal Haider: Will the Minister for Housing and Works be pleased to state;

(a) the total number of quarters , category-wise , vacated since December, 1990;

(b) full particulars of the allottees to whom these quarters have been allotted out of turn during this period on recommendations of Parliamentarians (with name and party affiliations of the recommending authority);

(c) full particulars of allottees who have been allotted the quarters on relaxation of rules (ground of relaxation); and

(d) the actual position of the quarters (sector and category-wise) occupied by the retired employees unauthorizely so far on expectations of ownership scheme?

Mr. Anwar Saifullah Khan:The information is being collected from different stations expenditiously and compiled. It will be placed on the table of the House when completed.

Syed Iqbal Haider: No, Sir, there is no answer but I think it will come in the next week , Sir.

Mr. Chairman: I have never seen you so accommodating,

کیا بات ہے ۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا ۔

جناب چیئرمین ۔ ایک منٹ ! پہلے ان کو سوال پوچھنے دیں ۔ پھر آپ کو باری دیتا ہوں ۔

حافظ حسین احمد ۔ یہ لکھا ہوا ہے کہ مختلف اسٹیشنوں سے معلومات حاصل کی جارہی ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ آپ کس سوال کی بات کر رہے ہیں ؟

حافظ حسین احمد ۔ 75 کی ۔

جناب چیئرمین ۔ وہ تو گزر گیا ہے ۔

حافظ حسین احمد ۔ میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ مختلف اسٹیشنوں سے کیا مراد ہے ؟ یہ ریلوے اسٹیشن ہیں یا پولیس اسٹیشن ہیں ۔

Mr. Chairman:Minister Sahib , would you like to elaborate on this?

وہ فرما رہے ہیں کہ لکھا ہوا ہے کہ مختلف اسٹیشنوں سے لیا جا رہا ہے۔

حافظ حسین احمد ۔ یہ تھانے ہیں یا کہاں سے لیا جا رہا ہے ؟

سید اصغر علی شاہ ۔ جناب لاہور کراچی اور اسلام آباد سے information لے رہے ہیں ۔جیسے ہی یہ میسر ہو گی ۔ ہاؤس کی table پر lay کر دیں گے ۔

جناب چیئرمین ۔ اسٹیشن سے مطلب لاہور کراچی اور اسلام آباد ہے ۔ ڈاکٹر ریحان صاحب ۔

76 . *Dr . Muhammad Rehan: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the time by which natural gas will be provided in the Civil Bazar, Risalpur Catt.?

Arbab Muhammad Jehangir Khan: During 1994-95.

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا! جواب پڑھ کر یقیناً خوشی ہوئی ہے ۔ میرا خیال ہے کہ وزیر صاحب نے سوال خود پڑھ لیا ہے اور اس کا جواب bureaucratic طریقے سے نہیں دیا ہے ۔ - will be considered and is being under consideration ۔
بلکہ انہوں نے بالکل clear cut ایک commitment کر دی ۔ اس لئے . I appriciate it ۔

جناب چیئرمین ۔ لگتا ہے کہ یہ وزیر آپ کے ہیں ۔ اس لئے آپ تعریف کر رہے ہیں----- (قہقے)

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ نہیں جی ۔

On merit, Sir on merit, Sir, it may be anyone Minister and at the same time Sir , I would like that all the Ministers should go personally through the questions and they should reply themselves not through their office fellows.

ارباب محمد جہانگیر خان ۔ جناب والا ! اس کے جواب میں 1995-1994 ، دیا گیا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے ڈاکٹر ریحان صاحب کو assurance دیتا ہوں کہ اس کو ہم نے 94-1993 ، کے پروگرام میں شامل کیا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ یہ تو اور بھی اچھا ہو گیا ہے۔ اگلا سوال سید عبداللہ شاہ صاحب۔

77. *Syed Abdullah Shah: Will the Minister for Culture and Sports be pleased to state the names, designations, qualifications and place of domicile of officers working in the National Archives of Pakistan?

Mr. Muhammad Afzal Khan; The requisite information may be seen at Annex-

Annex-I

THE NAMES, DESIGNATIONS, QUALIFICATIONS AND PLACE OF DOMICILE OF OFFICERS WORKING IN THE ARCHIVES OF PAKISTAN

	M/s				
1.	Atique Zafar Sheikh	Director General	(a)	M.A. History	Punjab
			(b)	Post-Graduate Diploma in Archives Administration. University College. University of London, U.K.	
			(c)	Certificate in Public Sector Administration from Royal	

1	2	3	4	5
			Institute of Public Administration, London, U.K.	
			(d) Certificate in Public Administration and Financial Procedures from NIPA, Lahore.	
2.	Ashraf Ali.	Deputy Director	M.A. History	Sindh (U)
3.	Matloob Hussain	Deputy Director	B.A.	Punjab.
4.	Muhammad Rmazan.	Deputy Director	M. Phill (History)	Punjab.
5.	Fazal Ahmad	Deputy Director	B.A., D.L.Sc.	Punjab.
6.	Sheikh Muhamadd Ikram	Microfilming and Photostating Officer	F.Sc.	Punjab.
7.	Malik Muhammad Riaz.	Archivist.	B.A.	Punjab.
8.	Masood Ahmad Khan.	Archivist.	M.A. History.	Punjab.
9.	Syeda Fatima Hasany.	Archivist.	M.A. History	Sind (U).
10.	Qamar-uz-Zaman.	Archivist.	M.A. History(B.Ed.)	Punjab.
11.	Syed Riaz-ul-Hassan	Archival Chemist	M.Sc.	Punjab.
12.	Raja Muhammad Safdar Khan	Admn. & Acc. Officer	B.A.	N.W.F.P.
13.	Malik Misri Khan	Asst. Archivist.	M.A. History	Punjab.
14.	Azam Jan.	Asst. Archivist.	M..A.History	N.W.F.P.
15.	Mehtab Paiker.	Asst. Archivisl Chemist.	F.A.	Punjab.
16.	Muzaffar Ali Burki	Asst. Archivist.	M.A. Political Science.	FATA.
17.	Rehman Shah.	Asst. Archival	M.Sc.	N.W.F.P.
18.	Naseem Qaiser	Jr. Microfilming & Photostating Officer	B.Sc. Sind (R)	

1.	2.	3.	4	5
19.	S. Asif Ali.	Jr. Microfilming & Photostating Officer.	Matric	Sind (U)
20.	Muhammad Asraf Khan	Asst. Director (Admn.)	B.A.	Punjab.
21.	Zahir Gul.	Asst. Director. (Archives).	M.A. History	FATA.
22.	Altaf Hussain.	Asst. Director. (Archives).	B.A.	Punjab.
23.	Tafazul Hussain.	Asst. Director (Archives).	M.A. History	Sind (R)
24.	Farooq Ahmad.	Research Officer	M.A. Polotics Science.	N.W.F.P.
25.	Muhammad Khan.	Superintendent.	Matric.	Punjab.
26.	Muhammad Mohsin Khan	Audiovisual Officer.	F.Sc.	Islamabad.

Syed Abdullah Shah: Sir, my supplementary will be that each answer tells us very clearly how the government is observing the principle of quota in various services. Now, in this answer I find perhaps two or three names who are from Rural Sindh. I would like the honourable Minister to find out the place of domicile of these officers because from their names I can see that they are also not from rural area but they have perhaps manipulated a false domicile certificate.

جناب چیئرمین۔ آپ کا مطلب ہے نمبر 18, 23۔

Syed Abdullah Shah: Yes Sir, 23 and 18. These gentlemen are not from rural Sindh.

جناب چیئرمین۔معزز رکن یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ رورل سندھ کے نہیں لگتے ہیں۔

جناب محمد افضل خان ۔ جناب چیئرمین ' ریکارڈ میں تو یہی ہے لیکن جو ممبر صاحب نے اطلاع کی ہے ' میں اس کے لئے بالکل تیار ہوں کہ ہم اسے verify کرلیں کہ کیا یہ واقعی Rural Area سے ہیں یا نہیں ہیں لیکن documents کے مطابق وہ وہیں کے ہیں۔ جناب چیئرمین'تاہم میں نے خود جہاں تک verify کیا ہے کہ کوٹہ کا خیال رکھا گیا ہے یا نہیں۔جواب میں یہ تھا کہ لحاظ رکھا گیا ہے لیکن میں نے پھر اس کو verify کر کے یہ find out کیا ہے کہ اس میں کوٹہ کے لحاظ سے بلوچستان' آزاد جموں وکشمیر اور ہمارا جو بد قسمت بے نام صوبہ ہے جسے آج تک این ڈبلیو ایف پی کے نام سے پکارا جاتا ہے -----

جناب چیئر مین۔ بے نام تو نہیں ہے ' نام تو ہے ۔

جناب محمد افضل خان ۔ ہم اس کو صوبہ پختون خواہ کہتے ہیں جو کہ ابھی باقاعدہ نہیں کہ اس میں کوٹہ کی کیا پوزیشن ہے ؛ وہ بھی رہتے ہیں ۔ میں نے خود اس کو process کیا ہے ۔ ہم یہ کوشش کریں گے کہ کوٹے کو برابر رکھیں ۔

(مداخلت)

Syed Abdullah Shah: Sir, my question was that I should be informed about the place of domicile of these two officers from which district they have obtained domicile certificates?

جناب چیئرمین۔ دیکھیں ناں ' ان کا جواب یہ ہے کہ ریکارڈ کے مطابق وہ Sindh Rural کے ہیں ۔ اب وہ تو ریکارڈ کی بات کریں گے ۔ تاہم۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ تفصیل معلوم کرکے بتا دیں گے کہ کیا پوزیشن ہے ؛

سید عبداللہ شاہ ۔ میری گزارش یہ ہے کہ مجھے پتہ چلنا چاہیئے کہ کون سے اضلاع سے ان کو لیا گیا ہے ؛

جناب چیئرمین۔ یہ پتہ کرلیں کہ انہوں نے کن اضلاع سے ڈومیسائل لئے ہیں؛

جناب محمد افضل خان ۔جناب چیئر مین ! میں نے یہی عرض کیا ہے کہ ریکارڈ

سے تو وہ رورل سندھ کے ہیں لیکن چونکہ سینیٹر موصوف چاہتے ہیں کہ تفصیلات معلوم کی جائیں تو personally میں محکمہ سے کہہ کر ، جو ہمارے ذرائع ہیں ، personally تو میں وہاں جا نہیں سکتا تو پھر میں وہاں سے پتہ کر کے ان کو بتا دوں گا۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے ، فضل آغا صاحب ۔

انجینئر سید محمد فضل آغا ۔ شکریہ ! جناب چیئر مین ! جیسے کہ وزیر صاحب نے فرما دیا ہے اور واقعی ان کے دل میں یہ درد بہت پرانا ہے ، آج کا نہیں ہے ، اور صحیح طور پر انہوں نے نوٹ کیا ہے لیکن اس کے لئے کیا ہمیں یہ بتائیں گے کہ جیسے ہوتا آ رہا ہے کہ کوٹہ صحیح طور پر observe نہیں ہوا ہے ۔ پچھلے عرصہ دراز سے تو وزیر صاحب اس کیس میں عملی اقدامات کیا کریں گے ؟ یا یہ کہ پچھلے وزرا ، صاحبان کی طرح انہوں نے بھی یقین دہانی ---- لیکن جب آئندہ سوال آئے گا تو یہی جواب ہو گا ۔ یعنی اس کے لئے عملی کیا اقدامات کریں گے ؟

جناب محمد افضل خان ۔ جناب چیئر مین ! سوال میں یہ بات نہیں تھی لیکن میں نے خود جیسے کہ اس بات کو process کیا ہے اور میرا یہ فرض بنتا ہے کہ جو کوٹہ ہے ۔ اس کو اپنے اختیارات استعمال کر کے بحال کر دیں اور میں اس کی تسلی دیتا ہوں ۔

جناب چیئرمین، جی عبداللہ شاہ صاحب۔

Syed Abdullah Shah: Sir, there are three posts of Deputy Directors, the qualifications of these officers, in one case M.A. History and the second B.A. and third one is M. phil in History. So, is there any basic qualifications presecribed for this job or you can appoint anybody you like? In one case there is only simple graduate and others are post Graduates who have been appointed as Deputy Directors.

جناب چیئرمین۔ جی ، وزیر صاحب اس کی کوئی basic qualifications ہیں ۔

جناب محمد افضل خان۔ basic qualification تو graduation ہے ، graduation سے

اوپر اس کی جتنی بھی qualification ہو اچھی بات ہے۔ ایسی کوئی Discrimination نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ سید فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال۔ جناب والا ! خان صاحب نے صحیح فرمایا ' اس میں سوال آفیسرز کا تھا اب چونکہ خان صاحب اس کے انچارج وزیر بھی ہیں ۔ ان کے پاس یہ آ گیا ہو گا کہ کل کتنے ملازمین ہیں Archives میں ' یہ تو آفیسرز کا تھا ' اس میں کوٹہ لاگو ہوتا ہے اب یہ پتہ نہیں یہ سکیل ۱۶ سے اوپر ہے یا کیا ' کیونکہ کوئٹہ میں بھی وفاقی حکومت کا Archives department ہے یعنی یہ اگر آپ بتا دیں کہ بلوچستان میں بھی فیڈرل گورنمنٹ کی Archives کی برانچ ہے یا نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ کتنے ملازمین ہیں۔ جن میں quota observe کیا گیا ہے ۔

جناب محمد افضل خان ۔ جناب والا ! ہمارے پاس کل ۲۹ آفیسرز ہیں اور ایک سو تین سٹاف ہے ۔ کل ۱۳۲ بنتے ہیں اور چونکہ سوال آفیسرز کے متعلق کیا گیا تھا تو اس کا کوٹہ بھی process کر کے لے آیا ہوں اگر وہ ۱۰۳ کے متعلق بھی جاننا چاہتے ہیں تو وہ بھی میں process کر کے لے آؤں گا اور کوئٹہ میں Archives کا دفتر ہے۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب والا ! یہ جو وزیر صاحب نے بتایا ہے کہ میں آفیسرز کا کوٹہ لے کر آیا ہوں اس میں مجھے بلوچستان کا ایک بتا دیں ۔

جناب محمد افضل خان ۔ نہیں ہے ' وہ میں نے عرض کر دیا ہے ۔

حافظ حسین احمد ۔ نہیں ہے تو آپ کہہ دیں کہ نہیں ہے ' آپ کہہ رہے ہیں کہ ہر ایک کا کوٹہ ہے لیکن کم ہے۔' سوال تو یہ ہے کہ کوٹا ہے کہاں ؟ ایک آدمی بھی آپ بلوچستان کا بتا دیں ۔ وزیر صاحب ہوم ورک کر کے آیا کریں ۔ بلوچستان کا ایک آدمی بھی نہیں ہے ۔

جناب محمد افضل خان ۔ جناب چیئرمین ! میں عرض کروں گا کہ کوٹہ کے تناسب سے بلوچستان کی ایک اسامی بنتی ہے جو کہ نہیں ہے ۔ جس کے لئے میرا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ کوٹہ بحال ہو جائے ۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا ! نمبر شمار ۱۲ پر راجہ محمد صفدر خان کا ذکر ہے ۔ میں محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ذرا اس کے متعلق بھی مکمل معلومات حاصل

کریں کہ صوبہ سرحد میں --- بے شک ہم ان کی قدر کرتے ہیں ۔ راجہ پاکستان کے اندر ایک بہت بڑی قوم ہے جو زیادہ تر پنجاب میں رہتے ہیں ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کرک ، ھنگو یا سوات مردان کا ڈومیسائل ہو جناب ۔

جناب چیئر مین۔ راجے تو سارے پاکستان میں ہیں ۔ مثلاً راجہ سکندر زمان ھری پور کے ہیں اور اس پوٹھوھار کے علاقے میں راجے ہیں۔ یہ علاقہ کسی زمانے میں راجوں ہی نے تو فتح کیا تھا اور جس زمانے کی یہ بات ہورہی ہے جب راجے آئے تھے وہاں نہ صوبہ سرحد تھا نہ پنجاب تھا ۔ یہ تو پرانی بات چلی آ رہی ہے ۔

Syed Abdullah Shah: Sir, on No. 16 Mr. Muzzafar Ali Burki, Assistant Archives, his qualification is M.A.(political Science). So, how a man whose qualifications is political Science goes in this particular technical job. Sir, is there any qualifications prescribed for this job or just it is the discretion of the appointing authority?

جناب چیئر مین ۔ جی افضل خان صاحب ۔ ان jobs کے لئے basic qualification کیا ہے ؛

جناب محمد افضل خان ۔ جناب graduation ہے ۔ جناب میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس کے لئے graduation basic qualification ہے ۔

Syed Abdullah Shah: Sir, I would like to know what were his subjects in B.A.

Mr. Chairman : I do not think it is a fair question-

آپ particular سوال پوچھیں تو جواب دیں لیکن فہرست میں سے کسی ایک کی بات کہ بی۔ اے میں اس کے کیا مضامین تھے ۔ یہ مناسب نہیں۔

Syed Abdullah Shah: Sir, because that we should know the basic qualifications prescribed for this job.

جناب چیئرمین۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ for this job basic qualification is B.A. -

Syed Abdullah Shah. : Sir, I would request the Honourable Minister thattheseappointments perhaps have been made in a very haphazard manner. He may kindly enquire to see the propriety of the appointments and proper qualification

یہ دیکھ لیں جی ۔

جناب محمد افضل خان ۔ جناب والا! میں سینیٹر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ جس کے متعلق وہ تفصیل سے معلومات چاہتے ہیں ۔ وہ لسٹ مجھے دے دیں تو میں ان کی خدمت میں تفصیلی معلومات پیش کر دوں گا اور صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ ہماری general administration میں Doctors ہیں جناب اور Doctors کا administration سے کیا تعلق ہے جناب لیکن وہ ہیں ۔ ایسا ہوتا رہتا ہے ۔

ڈاکٹر بشارت الہیٰ ۔ پہلے تو جناب یہ ہے کہ انہوں نے ڈاکٹرز کا نام لیا ہے ۔ وہ ڈاکٹرز جو General Administration میں ہیں ۔ وہ ایک مقابلے کا امتحان پاس کر کے وہاں پہنچے ہیں ۔

They are not just there because they are Doctors. Doctorate is an additional qualification. But then they go through the grind and reach that particular cadre. The second thing is that I think that the question asked by Syed Abdullah Shah is very pertinent

یہاں پہ یہ جو دیئے ہوئے ہیں ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶ They are Assistan. Archivist
نام سے تو یہ لگ رہا ہے کہ these are technical jobs

and if these are technical jobs there must be some qualification prescribed for them . And it would obviously means that just a B. A. in any subject is not a qualification good enough for somebody to be appointed to these positions.

سوال یہ ہے کہ آیا یہ جو jobs ہیں یہ technical ہیں اگر technical ہیں تو ان کے لئے B. A. , pass is a pre-requisite but then what subjects in B. A .

جناب چیئرمین۔ افضل صاحب پھر یہ بھی پتہ کر لیں، ساری تفصیل لے لیں۔

جناب محمد افضل خان ۔ جناب چیئرمین ! میں دوبارہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے فرمایا کہ ایک مقابلے کا امتحان ہوتا ہے ۔ اس کے لئے جو حکومت کی طرف سے process ہے ۔ اسی process کے ذریعے سے یہ لوگ appoint ہو گئے ہیں اور Archives جو ہمارے یہاں پر ہیں جناب والا ! ہم یہ بالکل elementary stage پر ہیں ۔ ہمارے ہاں ابھی تک ایسا کوئی ادارہ نہیں ہے ۔ یہیں سے یہ لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں اور تربیت لیتے ہیں تو یہ سارے لوگ اس process کے ذریعے سے آئے ہیں اور جن کے متعلق وہ مزید معلومات چاہتے ہیں ۔ وہ فہرست مجھے دے دیں ۔ میں ضرور وہ تفصیل یہاں ایوان میں دے دوں گا ۔

جناب چیئرمین۔ اگلا سوال ۸۰ عبداللہ شاہ صاحب۔ Deferred کوئی ضمنی سوال نہیں اگلا سوال Deferred.

Again it pertains to the Ministry of Water and Power , so again we will have to defer this and we shall take all these questions on Thursday. Next question No. 80 Akhnzada - Behrawar Saeed and its reply has not been received.

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب اس میں یہ تاخیر ہو رہی ہے اور اب تو یہ ۱۴ جولائی کو الیکشن ہے ۔ ہم نے الیکشن میں حصہ لینا ہے ۔ اگر یہ جوابات اس طرح سے کہیں کہ نہیں ہیں تو پھر اس سے تو کام نہیں بنے گا۔

جناب چیئرمین۔ تو اس کو جمعرات کو لیں گے ، قصوری صاحب ذرا اس کو دیکھیں کہ سوال کا جوب آ جائے ۔

میاں خورشید محمود قصوری ۔ ٹھیک ہے جو ----

Mr. Chairman: So, we will take all these Water and Power questions on Thursday. Next is No. 81 Again it pertains to Water and Power. Again reply not received. It may pleased be noted. And there is no reason why the reply should not be received because notice is at least. I think 8 to 10 days. So, if the Ministry cannot reply within that period it is very unfortunate. Next is 82. Alam Ali Lalika.

82. *Mian Alam Ali Laleka: Will the Minister for Housing and Works be pleased to state:

(a) the number of Cat. V flats construced and allotted in Sector I -9-4 Islamabad; and

(b) Whether it is a fact that the Pak. P. W.D. has requested the concerned departments to provide electricity and Gas in these flats, if so, the time by which these facilities will be provided?

Mr. Anwar Saifullah Khan: (a) 784 Nos of Cat. V flats have been constructed and allotted in Sector I -9-4, Islamabad.

(b) Yes. The facility of electricity has already been provided in 736 Cat. V flats. The electric connection in the remaining 48 flats will be provided by WAPDA on the submission of forms by the allottees. Payment for service connection has already been made by the Pakistan P.W. D. and electric connection is expected within a months time. The matter is being persued with the WAPDA vigorously.

As regards Gas, the connection has already been provided by the Sui Northern Gas Pipelines Limited Company to the allottees.

حافظ حسین احمد ۔ جناب اس میں جواب دیا گیا ہے کہ فلیٹوں کو بجلی کے connections فراہم کر دیئے گئے ہیں حالانکہ وہاں صورت حال یہ ہے کہ نہ پانی ہے نہ بجلی ہے نہ گیس کے میٹر لگے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ تو جی وزیر صاحب یہ کب تک ہو گا ۔

سید اصغر علی شاہ ۔ جناب اس میں جو 736 ہیں۔ ان کو بجلی اور سوئی گیس فراہم ہو چکی ہے اور جو باقی 48 ہیں ۔ ان کو انشاء اللہ جلد ہی میرے خیال میں 15 دن تک بجلی ، سوئی گیس فراہم کر دی جائے گی ۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب بلاک نمبر ۵۰، ۵۲ اور ۵۵ میں نہ گیس کے میٹر لگے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ لگوا دیئے گئے ہیں جبکہ یہ فلیٹ سات ماہ پہلے الاٹ ہوئے تھے نہ ان میں گیس ہے نہ پانی ہے نہ بجلی ہے ۔

سید اصغر علی شاہ۔ جناب والا ! میں چیک کر لیتا ہوں ۔ جو میرے پاس اعداد و شمار ہیں ۔ اس میں تو یہی ہے کہ ۷۳۶ لگا دیئے ہیں ۴۸ رہتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ یہ ۵۰ اور ۵۲ کو چیک کر لیں اگر ان میں بجلی اور سوئی گیس نہیں لگی تو دیکھیں کہ جلدی لگ جائے ۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب پنکھے لگانا ٹھیکیدار کا کام ہے ۔ انہوں نے ملازمین کو کوارٹر دے دیئے ہیں لیکن ان میں پنکھے نہیں لگے ہوئے ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب یہ بھی دیکھ لیں کہ پنکھے لگے ہوئے ہیں کہ نہیں ۔

سید اصغر علی شاہ۔ جی دیکھ لوں گا ۔

جناب چیئرمین۔ اگلا سوال ۸۳ ، بہرہ ور سعید صاحب ۔

Again answer taken as read but the Minister is not present so this is deferred till Thursday .

اخونزادہ بہرہ ور سعید۔ جناب والا ! میں یہ گزارش کروں کہ یہ سلسلہ کب تک چلے

گا ۔ اب تو انشاء اللہ ماشا اللہ چالیس کم سو وزراء ہیں تو کچھ کر لیں ، کوئی بات نہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں ، اب میرا خیال ہے قصوری صاحب سنبھال لیں گے اور انشاء اللہ جمعرات کو یہ جواب دے دیں گے ۔

Akhunzada Behrawar Saeed: Sir, if they are keen to hold the elections on 14 th July they must come prepared.

میاں خورشید محمود قصوری ۔ منسٹر صاحب سنا ہے اسلام آباد میں آگئے ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ اب فائدہ کوئی نہیں ہے اب تو Question Hour ختم ہو چکا ہے ۔ ان سے مہربانی کر کے کہیں کہ Thursday کو تیار رہیں ۔

میاں خورشید محمود قصوری ۔ میں وزیر صاحب کو convey کروں گا ۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب کے سوال کا جواب دیا گیا ہے پارٹ (سی) میں یہ بتایا گیا ہے ۔

The provincial quota is kept in view when appointments are made and suitable candidates from Sindh and Balochistan are given preference.

تو کیا پاکستان کے کچھ صوبے سگے سوتیلے بھی ہیں ؟

جناب چیئرمین ۔ وزیر صاحب موجود نہیں ہیں ۔ On thursday, we will take it up. So that brings us to the end of Questions hour.

"UNSTARRED QUESTIONS AND THEIR REPLIES"

13. Mir Abdul Jabbar: Will the Minister for Water and Power be pleased to state the date on which the electrification of Village Khundi Dheri (Dakhli Jangla) Tehsil Pindi Geb, District Attock was approved and the time by which the electrification work will start?

Mr. Asif Ali Zardari: The work on electrification of village Khundi Dheri Dakhli Jangla, is in progress and will be completed by the end of

August, 1993.

14. Syed Abdullah Shah: Will the Minister for Water and power be pleased to state whether it is a fact that while replacing the defective electricity meters the consumers are required to pay the cost of the new meter, if so its reasons?

Mr. Asif Ali Zardari: No, it is not a fact that while replacing a defective meter the consumer is always required to pay the cost of the meter-

However, when the meter is burnt due to over loading or defect in consumer,s wiring or any other reason attributable to the consumer the cost is borne by the consumer. Other- wise the meter is replaced at WAPDA,s cost.

جناب چیئرمین ، Next is Leave applications کوئی نہیں جی - No leave application.

(Further Discussion On The Privilage Motion Regarding Dissolution Of National Assembly.)

Mr. Chairman: Dr. Bisharat Elahi Sahib would you like to speak on the privilege motion ?

Dr. Bisharat Elahi: Thank you Mr. Chairman. Sir, although I would have preferred to speak after my colleague had spoken but since he is not willing to speak, therefore I will make my submissions and would take this opportunity to go ahead with this debate. Thank you Mr. Chairman, Sir, for permitting me to express my views on the Presidential action under Article 58 (2) b. At the very outset I would like to express my reservations, the same reservations as have been expressed by one of my colleague Senator Abdullah

Shah about the suitability and the wisdom of discussing the subject under privilege motion which is already being dealt with in the Supreme Court of Pakistan. I would also record my reservations on the free for all debates that has been conducted in this House and I feel that if at all in the views which are to be expressed on a privilege motion which still is to be accepted or rejected the discussion should be mainly on the admisibility of it rather than a debate, a general debate in the House.

Mr. Chairman : Actually you will recall on two previous occasions. We have had similar debates,

88 ، میں بھی ہوا تھا' 90، میں بھی ہوا تھا تو یہ discuss ہوا تھا

In a formal meeting which I called as to how this matter should be discussed and consensus was, let it be discussed by way of a privilege motion. On the last occasion we discussed it under Rule 194 and in 1988 it was discussed as a privilege motion.

تو concensus تھا تو اس لئے allow کر دیا گیا۔

Dr. Bisharat Elahi: This I thought was contrary to the rules which we have formulated but-------

Mr. Chairman: Anyhow you have a point so we will taken it into account-------

Dr. Bisharat Elahi: In any case since you are the boss--

Mr. Chairman: No, I am not the boss. I am the Chairman, I am not the boss.

Dr. Bisharat Elahi: I will go ahead with my submissions Sir.

Mr. Chairman : I would like to very categorically state I am not the boss.

ڈاکٹر بشارت الٰہیٰ - جناب فصیح صاحب اگر آپ مجھے اجازت دیں -

جناب چیئرمین - جی ارباب صاحب - یہ آپ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بات چیت ذرا زیادہ تیز ہو رہی ہے - میرے خیال میں اگر آپ یہاں تشریف لے آئیں تو بہتر ہو گا -

ڈاکٹر بشارت الٰہیٰ - میں سوچ رہا تھا کہ اجازت شاید فصیح صاحب سے لینی پڑے -

سید فصیح اقبال - یہ بڑے popular وکیل ہیں تو -----

جناب چیئرمین - I know, I know بات چیت کرنی ہو تو پھر باہر کریں نا - اگر popular ہیں تو - جی ڈاکٹر صاحب -

Dr. Bisharat Elahi: Mr. Chairman, Sir, let me submit right in the very begining that the dissolution of the National Assembly is by no means a welcome action. It is an extreme step warranted by the Constitution when in the opinion of the President a situation has arisen in which the government of the federation cannot be carried on in accordance with the provisions of the Constitution and appeal to the electorate is necessary. In all fairness Sir, it is an extremely serious matter that we are, discussing here and it should be assessed by rising above ones party,s affiliation to ascertain as to whether in fact a situation had arisen in which the government of the federation could not be carried on in accordance with the Constitution. Sir, the government to perform in accordance with the Constitution an equilibrium has to be maintained between the institutions or organs of State at the federal level and between the

federal government and the provincial governments , a relationship as defind in the Constitution of Islamic Republic of Pakistan. And let us not forget Sir , that Pakistan is a federation consisting of four provinces which form the federating units and the federal government. The institutions or the organs of State at the federal level are the Parliament and as defined in the Constitution, the Parliament consists of the president and the two Houses i.e. the National Assembly and the Senate. So in actual fact the President of Islamic Republic of Pakistan is a part of the parliament . we have the Federal Government under the Prime Minister and we have the two Houses , a National Assembly and the Senate. Both comprising of a government party and the Opposition . At the Provincial level we have the Governors, we have the Chief Ministers with their Cabinets and again the Provincial Assembly consisting of the government and the opposition members. In a democratic dispensation Sir, each of these organs have been allotted roles according to the Constitution. Each of these units must function in harmony with each other and within the limits prescribed by the Constitution of Pakistan. None of these organs can function in isolation and let me repeat Sir, none of these organs, none of these institution can function in isolation to fulfill their constitutional obligations. It is, therefore, obligatory for these organs to interact and strike a proper working relationship.

جناب چیئر مین۔ جی جناب بیرسٹر صاحب۔

Barrister Zahur-ul-Haq: The speach of the honourable member is the subject matter of the case before the Supreme Court right now and this speech I think is hit by the rules, that a matter which is not only subjudice but which is now under the active consideration, is not permissible. Moreover, it

will give conflicting report to the press. There will be version of the Senate, there will be version of the Supreme Court and of the various advocates. So, I think in the interest of the impartiality of the Senate this speech should not be continued. I have got no other purpose...

جناب چیئرمین۔ دیکھیں اس میں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہوا کیا تھا اس مسئلے پہ

we had held a formal meeting of the parliamentary leaders. In 1988, similar matter was discussed by way of privilege motion. In 1990, when the dissolution took place the same matter was discussed under Rule 194 and during the course of that debate this precise question was raised that the matter is subjudice before the various courts. This was the dissolution of the Peoples Party Government in August 1990 and at that time the observations made by the Chair was that this precise question whether it is constitutional or unconstitutional should not be raised or should not be talked about and otherwise a debate can take place. Now, the point of view of the honourable Members when I met them informally was that this matter is being discussed throughout the country. It is being discussed by politicians, it is being discussed in the papers, it is being discussed by everybody therefore, it would be in appropriate if it is not discussed by the Senate. But I am open to suggestions, if the honourable members say we should not discuss it then let the House decide it. I am in the hands of the House. Let the house decide. If you want to discuss it I am here to conduct the debate. If you don't want to discuss it we will close the debate, it is up to you.

جناب چیئرمین۔ جی ایک منٹ بشیر احمد صاحب۔

Mr. Basheer Ahmed Matta: Sir, I would like to submit in the first instance, the honourable Barrister has said that we should not disturb the impartiality of the Senate. Who says that the Senate is impartial? We cannot remain impartial in this situation where.....

جناب چیئرمین۔ بہر حال، دیکھیں ناں آپ، اس میں کیا کہیں، اس میں یہ فیصلہ کرلیں، I would say کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں ہاؤس کو کچھ منٹوں کے لئے adjourn کر دیتا ہوں۔ آپ دوبارہ فیصلہ کرلیں۔

If you want the debate to go on I do not want to finish it.

Mr. Basheer Ahmed Matta: Sir, I come to the second question. As you rightly said there are many aspects and ramifications of this issue. Only one aspect of the whole matter pertains to the decision of the court. But the rest of the ramifications of this decision pertain to the public at large and to the Parliament as well. So, we are free and at liberty and, in fact, we are duty bound to discuss these matters. And those rules which he has referred to, are rules framed by the Senate but they are not in accord with the sovereignty of Parliament, because a Parliament cannot bind itself.

جناب چیئرمین۔ اس میں ذرا سوچ لیں کیونکہ یہ مسئلہ جو ہے last time, this question was raised in the 1990 debate....

Mr. Muhammad Zahoor-ul- Haq: Mr. Chairman, I did not raise this objection or point of order with a view to generate any political debate. I just brought it to your notice that the matter is right now being argued before the Supreme Court. I am also aware of the wisdom of my friend doctor Sahib that he is speaking but I had no motive to raise this question. I thought it will be appropriate in the circumstances of the case that right across the road......

Mr. Chairman:I think, the honourable Member should avoid making a direct reference whether it is constitutional or unconstitutional.

باقی آپ اس کے جو مضمرات ہیں اس پہ بات کر لیں۔

Dr. Bisharat Elahi: How can you discuss this issue which is based on the Constitution without referring to the government?

جناب چیئرمین۔ تو پھر کیا کیا جائے؛ مجھے کوئی گائیڈ بھی تو کریں ناں۔

ڈاکٹر بشارت الہیٰ ۔ میں نے تو تقریر کرنے سے پہلے I had also expressed my reservation on the advisability and the wisdom of having this debate in this House یہ پچھلے تین چار دنوں سے چل رہی ہے۔

جناب چیئرمین۔ مجھے یہ بتائیں کہ ملک میں اس پہ debate ہو رہا ہے یا نہیں ؛ اخبارات میں ہو رہا ہے کہ نہیں ؛ تو صرف آپ کے خیال میں سینٹ میں نہیں ہونا چاہئیے is that what you are saying?

ڈاکٹر بشارت الہیٰ ۔ میں یہی کہہ رہا تھا کہ

I have my reservations about whether this is within .... right from the very beginning and I said that I ...

Mr. Chairman: You see I have followed the previous practice on both occasions the debate was conducted and that is why because it is an important political question. All the Parliamentary leaders who came to my office, we discussed and they agreed that the debate should go on. So, that was the reason.

تو میرا خیال ہے اس بحث میں ہم نہیں پڑتے جو معاملہ شروع ہوا ہے ۔ اس کو ہم ختم کرتے ہیں ۔ پوائنٹ آف آرڈر اعجاز علی خان جتوئی۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ جناب چیئر مین ۱۹۸۸ ، میں بھی یہ معاملہ پریولیج

موشن کی صورت میں آیا ' یہاں پر جس وقت یہ معاملہ discuss ہوا اس وقت بھی کورٹ میں یہ معاملہ تھا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں اس وقت نہیں تھا ' ۱۹۹۰ میں تھا۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی۔ ۱۹۹۰ میں بھی یہ معاملہ آپ کو پتہ ہے کہ این ڈبلیو ایف پی کی ہائی کورٹ میں معاملہ تھا۔

جناب چیئرمین۔ جی اس وقت تھا اور یہ پوائنٹ اس وقت اٹھایا بھی گیا تھا۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی ۔ لیکن اس وقت بھی ہم نے اس پر تفصیل کے ساتھ بحث کی تھی ۔

جناب چیئرمین۔ جی ہاں ۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی ۔ اس لئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ فیڈریشن کا ایک سمبل ہے ہاؤس سارے صوبوں کی یہاں نمائندگی موجود ہے اور اس پر یہاں پر مفصل بحث ہونی چاہیئے ۔

Mr. Chairman: So , please carry on . I think, we will continue. Just be careful . Yes, Muzamil Shah Sahib.

جی مزمل شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

سید مزمل شاہ ۔ جناب چیئرمین ! جہاں تک اس ڈیبیٹ کا تعلق ہے ۔ جو اس Honourable House میں ہو رہا ہے تو اس سے عدالت عالیہ کے معاملات پر اس لئے اثر نہیں پڑتا کہ یہ ڈیبیٹ جو ہے یہ حال یا مستقبل کے لئے نہیں ہو رہا بلکہ یہ ماضی کے متعلق ہو رہا ہے کہ یہ واقعہ کیوں ہوا ' کیسے ہوا اور اس کے اثرات قوم پر کیا ہوں گے ؟ یہ ماضی کی باتیں ہو رہی ہیں نہ حال کی ہو رہی ہیں نہ مستقبل کی ہو رہی ہیں ۔

جناب چیئر مین۔ بہر حال جی ' اس بحث میں نہیں الجھتے ۔

سید مزمل شاہ۔ اس لئے اس کا کوئی تعلق جو ہے وہ عدالت عالیہ سے نہیں ہے۔

جناب چیئر مین- اس بحث میں نہیں الجھتے ، ڈاکٹر صاحب- اس ڈیبیٹ میں ہم نہیں پڑتے-

Dr. Bisharat Elahi: Mr. Chairman, Sir. I was saying that it is obligatory for these different organs of the State to interact and strike a proper working relationship amongst themselves at the federal level and between the federal government and provincial government with due regard and respect to provincial autonomy. As enshrined in the Constitution wherein specific constitutional institutions consisting of federal and provincial representatives have been envisaged and set up, the Council of Common Interests, under Atricle 153, 154, which according to the Constitution, is responsible only to the Parliament. But I do not remember any incidence in which any deliberation, any report or any decision taken by this Council has been referred to the Parliament or to be more precise to the Senate. Then, we have Atricle 161 and this is relevant in the context of privatization of industries which, to the best of my knowledge, has been over-looked. The National Economic Council, Article 156, has been deliberately bypassed and the provinces have not been consulted and the policies have not been formulated without the concurrence of the Exective Committee of the National Economic Council. And to top it all even the rights, powers and functions of the provincial governments, as envisaged in Article 97, have been usurped.

Now, let us have a look at the state of affairs at the federal level when the dissolution took place. The former Prime Minister, by his own admission, in his speech of April the 17th, had said that he was unable to work with the President of Pakistan and he had and it would appear, rebelled and attacked the

highest constitutional office of the country, the President of Pakistan. And Sir, at this juncture, I might mention that Articles 41 (1) of the Constitution states there shall be a President of Pakistan who shall be the Head of State and shall represent the unity of the Republic.' I repeat the unity of the Republic. The President, Sir, symbolises the unity, intergrity, prestige, dignity and honour of this country. And the worthy Prime Minister, in his speech on that day, chose to hit at the very foundations sustaining structures of this federation. And his attacks on the President and office of the President have continued unabted eversince he made the speech and eversince the dissolution of the government which again, I believe, is against all norms of human behaviour. And just to quote few examples, I am sure you and the worthy members of this House know that he had asked for the people to agitate

اور انہوں نے کہا تھا کہ پنجاب کی اسمبلی کا گھیراؤ کیا جانے چونکہ وہاں پر وزیراعلیٰ کے

and then I have a cutting here of a newspaper in which خلاف عدم اعتماد ہو رہا تھا۔

عدالت نے اسمبلی بحال نہ کی تو ہم اسلام آباد جائیں گے اور he has reported to have said

حکمرانوں کو اٹھا کر باہر پھینک دیں گے۔ نواز شریف۔

Is this meant to be a threat to the Judiciary or is it a call for agitation to the general public? Whatever it may be, it is absolutely contrary to the recognized democratic behaviour of any political leader who has any pretence for democracy.

Sir, my friend Senator Tariq Chaudhary in his speech in the Senate made a reference to the proposed 12th amendment which was the desire, the expression of the desire by the Prime Minister which he wanted the National Assembly and the Senate to pass. Since this Bill could not be passed, it was a constitutional amendment Bill. I would not like to get into the details of it. But

one thing is certain. His mind, his love for democracy, his love for the democratic institutions were exposed at that stage wherein the Prime Minister of the country was supposed to be the supreme power and all the rights of the Parliament ,as a whole , had been usurbed for the benefit of one person. We have heard some of our honourable friends talking about certain conspiracies being hatched as they alleged at the presidency. I would only say that either my friends have very fertile minds or they themselves may have been involved in conspiracies and are able to propound theories or they themselves may be a part of these conspiracies theories that they have propounded. It has also been said that the President gave a clean chit to the Government in his address to the Joint sitting on 27th December, 1992. Even if it is presumed that his address was a clean chit to the Government, it only goes to show that the President never had any mala-fide intension when he addressed the Parliament. I think in magnanimity and in his effort to sustain this Government and to overlooked a lot of the short comings of the Government and the chit which is supposed to be a clean one is not as clean as they think, if you go through the whole of that speech. And I, in my speech that I made in the Senate on this debate, had categorically said that I do not go along with certain observations of the President and I had mentioned therein my reservations on the Governments democratic attititude, the Government's treatment of the Houses of the Parliament, the Government ,s Economic policies, specially the privatization policy. I had expressed my severe reservations on that score even at that stage

A lot has been said over here and one of the honourable Senators has said that this action amounted to the murder of democracy. But perhaps some of them have overlooked that the democratic process was being gradually, over

a period of time, being slaughtered. Let us have a look at the way the Parliament, the National Assembly and the Senate were being treated by the previous Government. I have here a cutting of a newspaper which gives an idea of the meetings of the National Assembly and the Senate which were attended by the former Prime Minister. It says the attendance record of the former Prime Minister shows that he enjoys the unique distinction of attending least sessions of both the Houses. It is a unique distinction. During his tenure, the Senate met 194 days out of which the former Prime Minister was present in the House only on four occasions and two of these four occasions are joint sittings. So, infact he graced the Senate according to this report only twice during the two and a half years tenure of the last Government. Perhaps they have omitted a third appearance of the Prime Minister over here, because this record is from November, 90 to January, 1993. If my memory, Sir, is correct, the honourable Prime Minister attended came to this House or graced this House with his presence only on three occasions and the total time that he spent in this House on all the three occasions, put together, is not more than 60 to 70 minutes. As for the National Assembly, it met for 204 days, but the honourable Prime Minister was present over there only on 17 occasions and two of these occasions were the joint sittings of the Parliament. And in three of his sittings of the National Assembly the former Prime Minister did not appear even once And we are also aware about the performance of the National Assebmly. Because of the lack of interest shown by the treasury benches and the Ministers, Lack of quorum was a constent problem in the National Assembly And although claims have been made that a lot of legislative work was done during the last tenure, I am sure, Mr Chairman, you remember that we protested

time and again that legislation was being done by ordinances rather than by bringing in Bills to the National Assembly. And the time afforded to us for discussing the Bills that were being introduced, I think, we all are aware of it. We have never been given an opportunity to discuss and express our views freely. Most of the times these were passed by the National Assembly and in the National Assembly they were passed by the brute majority rather than by discussion and deliberation. And they were brought to us and the Ministers then requested us to pass them as it is because if there was any change, then the Bill will have to be referred back to the National Assembly. This is the way, legislation was being conducted during the last tenure.

Sir, you are also aware of the attitude of the previous Government with the Opposition and to say the least, it was obnoxious. We talk of democracy. We also know that in a democratic set up we have the government and the opposition. And we also keep on saying that these are the two wheels of a cart. Unless both the wheels are working together, the cart shall not move, but what efforts were made to bring the opposition together to take them into confidence on national issues we are all aware of it. That was not only the case with the Opposition, no effort was made even to take the party in power into confidence on important national issues. I don't remember, if we had discussion on the Governments economic policies in the Senate as a motion moved by the Government. I don't remember having discussed the implementation of the privatization policy of the Government, and the de-nationalization policy of the government in this House. And although, time and again, it has been said that everybody appreciated the policy. I was one of those who had appreciated the policy as such but the differences were in the

implementation , and mechanism of the implementation of this policy which had created doubts in the minds of not only the members of the Parliament but also in the minds of people outside the Parliament

Sir, privatization and de-nationalization perhaps it will be more appropriate to say that the de-nationalization process started with the denationalization of the Prime Minister's Secretariat and the Prime Minister House . It became the sole domain of a few persons around him and nobody had could have access to the Prime Minister or to his Secretariat. I am not saying that opposition did not have access to him . I am saying that even members of his own party, I am not saying the IJI , the member of his own party, the Muslim League, did not have any access to him. We were not allowed to bring up issues in the Houses of Parliament , hardly any meetings were held, parliamentary parties meetings were not held where the issues could be discussed and the Prime Minister was not available to meet the honourable members of Parliament on a one to one basis. Did we have any forum on which we could express our views on the pressing national issues . We had important issues like the foreign policy issues, like the internal security , lawlessness and the other issues which we wanted to discuss but some how we were kept out of this inner ring that was around the honourable Prim Minister. We have also heard reports in the press and we have heard people speak about the so called privatization, denationalization process that was going on and it has been said that it was treated like family silver for the benefit of the few of the favourites of the last government . The transparency in the whole process has been lacking and even the President in his joint address in the previous year had mentioned about it. Sir, that is indeed a sad story, a SAGA which unfolded in a very tragic

way. The Prime Minister of Pakistan (the former Prime Minister of Pakistan) was elected with a thumping majority with a massive mandate He had everybody on his side, the masses, the government the Establishment, the Assemblies they were all on his side. But just try and look back. In a matter of 18 months the IJI coalition, which brought him into power completely disintegrated and finally it was only the Prime Minister's party and one independent who were together and that independent was Mr. Fakhr-e-Imam who had no party it was a one man party and the one man show and the Prime Minister's party was the Pakistan Muslim League under the leadership and the Presidency of (late) Mr. Muhammad Khan Junejo All the other members of this coalition had left him. My question is why everybody left him?

Sir, we also know that in the provinces well up in arms against the Prime Minister. Somehow, for reasons better know to him, the Prime Minister could not get along well with Mirza Aslam Baig the former Chief of the Army Staff who was subsequently replaced by General Asif Nawaz and the Prime Minister... it appeared, it leaves the impression to us was, that he was at daggers drawn with him Why? in the provinces well up arms against the Prime Minister why? Sir, we also know three of the four Chief Ministers Sir, would everybody turn against the Prime Minster? This must be given a very serious thought and then finally he pounced on the President and ridiculed the highest office in the country. After the speech which he made, I do not think that the President had any alternative except to do what he did. The one Chief Minister, who told the line of the former Prime Minister was the Chief Minister of Punjab and what happened to him within 24 to 48 hours of the Prime Minister's government being dismissed is in everybody's knowledge.

There has been a lot of talk about horse trading What is horse trading? I live in the Punjab. I know the former Prime Minister very well on a one to one basis. I also know the former Chief Minister of Punjab but, Sir, the main reasons are, why Mr. Wyne was toppled down? Was that he was imposed on the Provincial Assembly of Punjab. It was not a free choice because despite all claims to democracy, I can assure you that democracy was neither practised in the Punjab nor was it practised here in Islamabad and suddenly as soon as the Prime Minister was got rid of . announced that the Provincial Assemblies were corrupt, the same Provincial Assemblies who were there during the 30 months i-e 2-1/2 years, that he was in power were symbols of honesty and within a matter of days of his dismissal they became corrupt Is this democracy? Mr. Chairman. It is a pity that the former Prime Minister was laid up the Garden Path by coterie of psychophants and this path Mr. Chairman, Sir, was to be the path of his self destruction. He was dismissed , Sir, because he deserved for it, and the President was well within his rights to take the action that he did. The former Prime Minister repeatedly ignored the calls for democratic government and continued till the very end with his erraltic style of governance which was not in accordance with the Constitutional requirements.

Mr. Chairman, Sir,-a word if you kindly permit me, about the so well trumpeted economic policies of the previous government . Let they begin by saying that nobody atleast , not to my knowledge, is against the policy of privatization but in the ultimate analysis the liberal economic policy which we have been told was the backbone of the last government have resulted in a 10% budgetary deficit. The current account deficit stand at dollars 3 billion. external debt has increased by dollars 10 billion in 29 months and this, by all standards

Sir, is a record performance of any government in the third world! No government has done better in performing a record like this in the third world so far and yet we are being told that things were turning for the better.

A lot has been said about the dip in the prices of the stocks in Pakistan. Admittedly, any change in government will create problems for the stock exchange not only in Pakistan but everywhere else but it was at uncertainty when this tussle had started between the Prime Minister and the president which contributed or which initiated in this dip is the stocks. This uncertainty is now over and I am sure as soon as we have the elections and the new government in place, stocks exchange would be back to normal and even if you look at the record of the stock exchange during the 30 months of the previous government you will see that there have been a lot of ups and downs in the prices of the Karachi Stocks Exchange.

Sir, I have already touched upon transparency in the conduct of denationalization or privatization. The resources which would have gone into new investments, Mr. Chairman, Sir, were diverted towards the already established and largely profit-making public sector units and in this regard Sir, allow me to make a mention of 8 cement plants that have been sold by the previous government. Eight out of the 11 sold to two business groups and the prices of cement, Mr Chairman, Sir, jumped from Rs 105/ a bag to Rs 160/ a bag in less than one year. Is this the benefit of denationalization being reaped by the people of Pakistan or is this benefit being given to the favourit's of somebody? I have just given you one incidence but Sir, I would also mention that the prices of a lot of other consumer goods in Pakistan during the last one year have gone up by 40% and the overall rate of inflation is not less than 20 %

in the last year and yet we are being told that the country is on its way to economic stability. Sir, the policy as such is a policy to be commended but the reckless and thoughtless way in which things were being done contributed to this economic chaos in this country.

Mr. Chairman , Sir, I will not take any more of your time and the time of this House let me conclude by saying that man's capacity for evil makes democracy, necessary and man's capacity for good makes democracy possible, and let me also quote what plato said a couple of thousand years ago that democracy passes into despotism. We have got to contain the situation, We have got to ensure that democracy is for the good of the people and for the good of the country.

Thank you very much, Mr Chairman.

Mr. Chairman: Thank you Dr Sahib, of course, on this question that you raised about the matter being subjudice the decision I will obviously take finally when I have heard all the honourable members but just to inform the honourable House on the last occasion when the peoples party's government was removed from office we had a debate in this House and on the 21st of August, 1990, Mr. Javed jabbar informed the Chair that the Peshawar High Court has admitted for regular hearing a writ petition challenging the dissolution of the National Assembly. The observation of the Chair at that moment was --

"So what is precisely subjudice is-whatever the order of 6th of August is constitutional or not? So, on that matter the members will avoid saying whether it is unconstitutional or constitutional otherwise the discussion can go on."

Then, on the subsequent day i.e. the 22nd of August , 1990 again, this

matter was raised by Mr. Iftikhar Gillani and he said :

"Sir, my purpose is not to stop this debate but I thought it my duty to inform you officially because I represent the petitioners in these petitions against the dissolution writs against the dissolution have been admitted in the Peshawar High Court, only that much "

The observation of the Chair at that moment was-

"This point was raised yesterday and I have already directed the House not to talk about the constituionality or otherwise of the decision but about the circumstances they can talk about".

Yes, Shaikh Sahib on a point of order and then Mr Hasan A Sheikh he said :

"That is there a stay order?

and he was informed, there is no stay order.

Again the Chair says-

"I have already directed that no statement should be made that the order is constitutional or unconstitutional otherwise the discussion can not proceed."

So, I am not deciding it but I just thought to bring it to your notice that this is what happened on the previous occasion.

جناب چیئرمین۔دو دفعہ یہ معاملہ raise ہوا تھا ۔ جب پیپلز پارٹی کی حکومت پر یہ debate ہو رہی تھی ۔

حافظ حسین احمد صاحب۔لیکن جیسا کہ میں نے کہا آخری فیصلہ آپ کی باتیں سن کر کیا جائے گا۔

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جناب چیئر مین۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔

تحقیق فرعون بڑا بن بیٹھا اور انہوں نے اپنے زیرنگین افراد کو مختلف فرقوں اور جماعتوں میں بانٹ

دیا۔ وہ ان کے لڑکوں کو ذبح کر کے اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ تحقیق وہ مفسدین میں سے تھا۔

جناب چیئر مین -----

جناب چیئرمین۔بہرہ ور سعید صاحب ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید ۔ میں ایک پشتو کا شعر اس کی سپورٹ میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین۔آپ کی جب باری آئے گی تو اس وقت پھر مزا آئے گا۔ آپ باری آنے پر پشتو کا شعر پڑھیں گے ناں۔ جی حافظ صاحب ۔ حافظ صاحب آپ پشتو سمجھتے ہیں ناں۔

حافظ حسین احمد ۔جی ہاں صدارتی زبان ہے کیسے نہیں سمجھوں گا ۔ جناب چیئر مین صاحب ! اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ایوان بالا کا یہ تعزیتی اجلاس جس نے اپنے دور میں 1985 کی اسمبلی ' 1988 ، کی اسمبلی اور 1990، کی اسمبلی پر تعزیتی اجلاس منعقد کئے ہیں ۔ اس تحریک استحقاق پر اس معزز ایوان کے معزز ارکان نے اظہار خیال کیا ۔ لیکن میں یہ بات عرض کروں گا کہ کیا یہ تحریک استحقاق صرف اس واقعہ کے لئے ہے کیا یہ تحریک استحقاق 18 اپریل کے واقعہ کے لئے ہے یا یہ تحریک استحقاق پورے سسٹم اور آٹھویں ترمیم کی زد میں آنے والی تینوں اسمبلیوں کے لئے ہے ۔ جناب چیئر مین صاحب' میں یہ جسارت کروں گا کہ جو واقعہ 18 اپریل کو رونما ہوا تھا ۔ نہ یہ پہلا واقعہ تھا اور نہ یہ آخری واقعہ ہو گا۔میرے سامنے پاکستان کا دستور کھلا پڑا ہے۔اس میں یقیناً18 اپریل کے اقدام کے لئے صدر کو اختیارات حاصل ہیں لیکن کیا آرٹیکل ۵۸ (۲) (بی) کے تحت تینوں بار صدر پاکستان نے جو اختیارات استعمال کئے ہیں ۔ وہ آئین کے مطابق تھے ۔ کیا انہوں نے ان صوابدیدی اختیارات کو اللہ کو حاضر و ناظر جان کر استعمال کیا یا ان صدور نے اپنی ذاتی منفعت اور اپنی ذاتی خواہش کو بھی اس میں دخیل رکھا ۔ میں یہ بات بھی واضح کروں گا کہ اپوزیشن کو اس آئین کے تحت حکومت وقت کو ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے کہ وہ اس کے لئے تحریک عدم اعتماد لائے یا اس کے لئے ایسے حالات پیدا کرے کہ حکومت ختم ہو اور اس وقت تک آرٹیکل ۵۸ (۲) (بی) اس آئین کا حصہ ہے ۔ لیکن جناب چیئرمین صاحب چار سال گیارہ ماہ میں تین بار قومی اسمبلی توڑی گئی ۔ میں ان تینوں واقعات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کروں گا کہ یہ صرف اور صرف ذاتی اختیارات کے حصول کے لئے تین بار قوم کی تقدیر سے کھیلنے کی

کوشش کی گئی ۔

جناب چیئرمین صاحب ! اگر 1985. کی اسمبلی میں جو ارکان قومی اسمبلی تھے اور مرحوم صدر جنرل ضیاء الحق صاحب کے مطابق وہ سارے کے سارے بدعنوان چور اور ڈاکو تھے اور ان کی اس بات کو صحیح تسلیم کیا جائے تو جناب چیئرمین آپ فہرست اٹھا کر دیکھیں کہ 1985. کی اسمبلی کے ارکان میں سے ۵۰ فی صد 1988. کی اسمبلی میں پہنچے اور دوبارہ اگر یہ تسلیم کیا جائے تو 1988. کی اسمبلی میں پچاس ایماندار تھے اور پچاس بقول صدر ضیاء الحق کے بے ایمان تھے اور جب 1988. کی اسمبلی توڑی گئی اور پھر یہ کہا گیا کہ یہ تمام کے تمام بے ایمان اور بدعنوان تھے تو پھر وہ جو پچاس فی صد ہیں وہ بھی بدعنوان قرار پائے ۔ پھر 1990. کی اسمبلی میں تو سو فی صد دونوں اسمبلیوں کے لوگ پہنچے اور اگر 1990. کی اسمبلی بھی بدعنوان ہے تو پھر کابینہ میں کتنے افراد موجود ہیں اس قومی اسمبلی کے ۔ جناب چیئرمین صاحب میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اگر پاکستان کے صدور کے تینوں --- اقدامات اور ان کی نشری تقاریر سچ پر مبنی ہیں تو پھر مجھے بتایا جائے کہ آئین کے آرٹیکل ۶۲ کے تحت یہ لکھا گیا ہے کہ مجلس شوریٰ کا وہ رکن بن سکتا ہے جو اچھے کردار کا حامل ہو ۔ عام طور پر احکام اسلامی سے انحراف نہ کرتا ہو ۔ وہ اسلامی تعلیمات کا خاطر خواہ علم رکھتا ہو ۔ وہ سمجھدار ہو ' پارسا ہو ' وہ فاسق اور فاجر نہ ہو ۔ وہ ایماندار اور امین ہو ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس آئین کے ۵۸ (۲)((بی) کا تو حوالہ دے دیتے ہیں لیکن مجھے یہ بتائے کوئی بندہ کہ جناب یہ تینوں اسمبلیاں اگر صدر صاحبان فرماتے تھے کہ یہ بے ایمان ہیں تو پھر یہ دوسری اور تیسری بار کس طرح اس قومی اسمبلی کی رکنیت کے اہل بنے اور آنے والے الیکشن میں پھر یہی افراد کس حوالے سے ' کیا ان کو پھر اسمبلی میں آنے کے لئے اجازت دینا بھی آئین کی خلاف ورزی ہے یا نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین صاحب ! میں یہی کہوں گا کہ صرف ذاتی اختیارات کو اپنے اندر مرتکز رکھنے کے لئے قیام پاکستان سے لے کر آج تک یہی کھیل کھیلا جا رہا ہے ۔ جہاں پر آئین میں اس کے لئے کوئی بات موجود ہو تو اس کا حوالہ دیا جاتا ہے ۔ جہاں اس میں ابہام ہو وہاں پھر اس کی interpretation کی جاتی ہے ۔ جہاں وہ نہ ہو پھر اس کے لئے مارشل لاء کا حوالہ دیا جاتا ہے اور مارشل لاء کو ذریعہ بنایا جاتا ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اختیارات جو تھے نہ نواز شریف صاحب اس ملک میں جمہوریت چاہتے تھے ' نہ پارلیمنٹ کی بالادستی چاہتے تھے اور نہ

صدر محترم اس ملک میں جمہوریت کی بالادستی اور پارلیمنٹ کی بالادستی چاہتے ہیں ۔ بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اختیارات کی لڑائی ہے اور مختلف انداز میں ان حالات کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ آج میں اس ایوان بالا کے فلور پر یہ چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ اگر صدر مملکت یہ کہتے ہیں کہ جناب میرے پاس اتنے ارکان اسمبلی کے استعفے موجود ہیں تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب ارکان اسمبلی پی ڈی اے کے ارکان یہاں بیٹھے ہیں ۔ انہوں نے استعفے اس لئے دیئے تھے کہ آپ 18 اپریل کو اسمبلی توڑیں یا انہوں نے اس لئے دیئے تھے کہ یہ اسمبلی دھاندلی کی بنیاد پر قائم ہوئی ہے ۔ اگر ارکان اسمبلی سے استعفے اس بنیاد پر لئے گئے تھے کہ جناب یہ اسمبلی دھاندلی کی بنیاد پر قائم ہے تو پھر صدر پاکستان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ان استعفوں کو اس مقصد کے لئے استعمال کریں ۔ یا تو وہ اعتراف کریں کہ میں صدر پاکستان کی حیثیت سے اعتراف کرتا ہوں کہ 1990ء کی اسمبلی جو ہے وہ دھاندلی کی اسمبلی ہے اور انہوں نے جو استعفے دیئے ہیں ۔ میں انہیں قبول کرتا ہوں اور اس reason کی بنیاد پر میں اسے قبول کرنے کے بعد اپنے ۵۸(۲) (بی) کے صوابدیدی اختیار کو استعمال کرتے ہوئے میں قومی اسمبلی کو توڑتا ہوں لیکن جناب چیئرمین صاحب اگر ان ارکان پارلیمنٹ کے استعفوں کو جو انہوں نے اس وقت دھاندلی کو وجہ بنا کر، دھاندلی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے انہوں نے اپنی پارٹی لیڈر کے حوالے سے کئے تھے اور جناب یہ قومی اسمبلی کی بات ہے ساتھ ہی جب صدر پاکستان صاحب یہ ان کے پارلیمنٹ کے خطاب دونوں میرے پاس موجود ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جب صدر پاکستان یہاں خطاب فرما رہے تھے تو اس وقت ان استعفوں کو اس سے پہلے حاصل کیا گیا تھا اور یہ استعفے قائد حزب اختلاف محترمہ بےنظیر صاحبہ کے پاس موجود تھے اور اس ایوان میں انہوں نے ان کی تقریر سننے سے انکار کیا اور نعرہ لگایا " بابا گو بابا" قوم کو بتایا جائے کہ وہ کون سے حالات ہیں؛ کس کے اشارے ہیں؛ کہ جناب گو بابا کی بجائے " کچھ لو بابا کچھ دو بابا" فیصلہ ہوا ۔۔۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہم یہاں پر قوم کی نمائندگی کرتے ہیں، ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو خدا کے لئے قوم کے سامنے حقائق کو پیش کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ جو استعفے سپریم کورٹ میں پیش کئے گئے ہیں ۔ وہ تو اس دھاندلی کے خلاف تھے ۔ جس کا پلان ایوان صدر میں بیٹھ کر بنایا گیا ہے ۔ جناب چیئرمین صاحب ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ حالات کو کس طریقے

سے بنایا جاتا ہے ۔ آئین دوسرے ممالک کے لوگ بھی بناتے ہیں ۔ ہم بھی یہاں بیٹھ کر خوش ہیں کہ ہم آئین سازی کرتے ہیں لیکن جناب چیئر مین دوسرے آئین بنا کر وہ اگر اسے کتاب میں نہیں لکھتے لیکن روایات کے مطابق، اس آئین کے مطابق چلنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ بد قسمتی سے 1947ء سے ہم ضخیم سے ضخیم تر اور اتنے بڑے بڑے آئین بنا چکے ہیں لیکن ہم ہر بار آئین کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ جناب چیئرمین صاحب ! یہ حقائق ہیں ۔ تاریخ کسی کو بھی معاف نہیں کرتی اور کوئی مورخ جب لکھے گا تو یہ بات لکھے گا کہ جناب کس طریقے سے پاکستان کی قسمت اور پاکستان کے عوام کی قسمت اور جمہوری اداروں کی قسمت کے فیصلے ان ہیڈ کوارٹرز میں، ایوان صدر میں اور پرائم منسٹر ہاؤس میں کئے گئے ۔ جناب، میں سمجھتا ہوں کہ اگر کل ایک چیز آپ کے لئے غلط ہے ۔ وہ چیز آج میرے لئے کس طرح صحیح ہے ؟

جناب چیئرمین صاحب ! میں یہی گزارش کروں گا کہ جب جونیجو مرحوم کا دور تھا ۔ اس وقت وہ پاکستان مسلم لیگ کے صدر تھے ۔ وہ پاکستان کے وزیر اعظم تھے ۔ اس وقت محترم نواز شریف خود پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے ۔ اس وقت نواز شریف صاحب اس مسلم لیگ کے صوبہ پنجاب کے صدر تھے لیکن جب اسی ۵۸ (۲) (بی) کو استعمال کیا گیا تھا تو جناب چیئر مین صاحب ! سب سے پہلا جو مبارک باد کا پیغام اخبارات میں چھپا ۔ جناب وہ نواز شریف کا تھا ۔ جونیجو کے قتل عام پر، اس قومی اسمبلی کے قتل عام پر انہوں نے سب سے پہلے تہنیتی پیغام دیا ۔ جناب چیئر مین صاحب ! میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ کیا نواز شریف صاحب اس آئینی ترمیم کو اس ایوان کے فلور پر حل کرنا چاہتے تھے ؟ اگر پرائمری پاس کسی بھی بچے سے پوچھیں تو جناب جس دن قومی اسمبلی کے اجلاس کو برخاست کیا گیا ہے ۔ اس کے دوسرے دن نواز شریف نے کہا کہ میں آٹھویں ترمیم ختم کرنا چاہتا ہوں ۔ اتنے وہ بیوقوف نہیں ہیں لیکن بات کیا ہے ؟ وہ ان ایوانوں کو، ان سیاست دانوں کو، ان ارکان اسمبلی کو ان کو دباؤ کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں اور فیصلے یہ ڈرائنگ روم میں کرنا چاہتے ہیں ۔ میں اس فلور پر بتانا چاہتا ہوں کہ جناب کیا جب اس ملک میں ہمارے نواز شریف صاحب نے بارہویں ترمیم پیش کی ۔ اس وقت انہیں خیال نہیں تھا کہ میرے پاس دو تہائی اکثریت ہے اسے یہ خیال نہیں تھا کہ جس ایوان نے مجھے قائد ایوان بنایا ہے ۔ کیا اس ایوان کی جان جو ہے اس آٹھویں ترمیم کے طوطے کے ہاتھ میں

نہیں ہے ۔ جناب چیئر مین صاحب ! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس ایوان کے فلور پر ہم نے ایک بات کی تھی اور ریکارڈ میں شاید ہے ۔ میں نے گزارش کی تھی کہ ہے کوئی ماں کا لال جو اس آٹھویں ترمیم کو اس صوابدیدی اختیار کو چھین کر پارلیمنٹ کے حوالے کرے اس پارلیمنٹ کے ایوان بالا کے حوالے کرے ۔ اس کے سوابدیدی اختیارات کو ایوان بالا کی دو تہائی اکثریت سے مشروط کیا جائے لیکن جناب چیئر مین صاحب ! اس کا مذاق اڑایا گیا نہ قومی اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا نہ سینٹ کا اجلاس بلایا گیا نہ جو میرے آئینی ترمیم ہیں ۔ اسے زیر غور لایا گیا بلکہ کیا ہوا یہ تمام کے تمام جو جمہوریت کی بات کرتے تھے ۔ یہ اپنے اختیارات کے معاملات ایوان صدر میں بیٹھ کر حل کرنے کی کوشش کرتے رہے ۔ ایک وفد پہنچتا تھا' دوسرا وفد پہنچتا تھا ۔ معافیاں مانگی گئی تھیں میں پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کے پاس دو تہائی اکثریت تھی ' اگر آپ وزیر اعظم تھے ' آپ پارلیمنٹ کے قومی اسمبلی میں اور سینٹ میں قائد ایوان تھے تو خدا را مجھے بتایئے کہ تم ایڑھیاں رگڑ کر معافیاں کیوں مانگ رہے تھے ؟ تم اس وقت جمہوریت کی اگر بحالی چاہتے تھے تو پھر ایوان میں آ کر آٹھویں ترمیم کے خلاف تم نے بل کیوں پیش نہیں کیا؟

جناب چیئر مین صاحب ! میں سمجھتا ہوں کہ اگر صدر آئین کے صوابدیدی اختیار کو اپنی ذات کے لئے استعمال کر رہا تھا تو پھر نواز شریف اس پارلیمنٹ کے جمہوری ادارے کو بھی اپنی ذات کے اختیارات کے لئے استعمال کر رہا تھا اور جے یو آئی نے ڈنکے کی چوٹ پر یہ کہا کہ ہم اس بندر بانٹ کے خلاف ہیں کہ صدر سے اختیار لے کر وزیراعظم کو دیں ۔ وزیر اعظم سے اختیار لے کر صدر کو دیں ۔ آیئے اس اختیار کو اس ایوان بالا کے سپرد کریں جو بغیر تعزیت کے اور کچھ نہیں کر سکتی ' جو بغیر فاتحہ خوانی کے کچھ نہیں کر سکتی ۔ جناب چیئر مین صاحب ! میں یہی گزارش کروں گا کہ آخر اگر جمہوریت کی بات ہے اور جمہوری اداروں کی بات ہے اور اس آئین کو چلانا ہے اور اس ملک کو چلانا ہے تو جناب چیئر مین صاحب ! یہ سیاسی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھنا ہو گا اور جمہوری اداروں کو مستحکم اور ان کے اختیارات کو وسیع کرنا ہو گا ۔

جناب چیئر مین صاحب ! ایک چھوٹے صوبے سے میرا تعلق ہے میں یہ جتانا چاہوں گا کہ اس وقت پاکستان کے پارلیمانی نظام میں صرف ایک یہ ادارہ ہے جو چھوٹے صوبوں کی آخری امید ہے اور جناب چیئر مین صاحب ! اگر اس ادارے کو بھی اور اس کے ارکان کو بھی اور سینٹ کو بھی اگر آپ نے سیاست کا گڑھ بنا لیا اور یہاں پر بھی ہارس ٹریڈنگ کی کوشش کی

گئی تو میں اس ایوان میں بانگ دھل کہوں گا پھر آپ وفاقی یونٹوں کو اپنے ساتھ نہیں ملا سکتے مالیاتی مسئلہ ہے ۔ آپ سینٹ کو اس پر بحث کا اختیار نہیں دیتے ۔ اس میں کون سی قباحت ہے کہ اگر صدر پاکستان یہ سمجھے کہ جناب اس آئین کے تحت قومی اسمبلی میں ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں اور حکومت نہیں چل سکتی تو کیا وہ سینٹ میں قرارداد پیش کر کے اور سینٹ کی دو تہائی اکثریت سے ووٹ حاصل کر کے بیشک وہ اپنے صوابدیدی اختیار کو استعمال کرے۔

(اس موقع پر جناب چیئر مین وسیم سجاد کی بجائے پریذائڈنگ آفیسر بریگیڈئر (ریٹائرڈ) محمد حیات خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئر مین ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کیا اس بار بھی 88. کی تحریک دہرائی گئی ۔ میں ایک سیاسی ورکر ہوں ۔ ایم آر ڈی کی تحریک میں قربانیاں دی ہیں ۔ جیل کاٹی ہے لیکن مجھے بتایا جائے کہ کیا 88. کے الیکشن کے بعد فیصلے قومی اسمبلی کے ایوان میں ہونے تھے یا ایوان صدر میں ہونے تھے ۔ اگر الیکشن کے بعد اقتدار حوالے کرنے کے فیصلے ایوان میں ہونے تھے تو پھر اس ملک میں جمہوریت ہے اور اگر نہیں یہ وہاں پر ایوان صدر میں ہونے تھے تو میں کہوں گا کہ اس ملک میں آمریت ہے۔ کہاں نظریاتی فرق ہے ؟ کون سا نظریاتی فرق ہے ؟ آپ کہتے ہیں یہ اسمبلی بدعنوان ہے ۔ صدر صاحب نے ریفرنسز پیش کئے وہ ابھی تک کورٹ میں موجود ہیں ۔ ہم یہاں بات کرتے ہیں چیئر مین صاحب ! آپ رولنگ دے دیتے ہیں کہ یہ توہین عدالت ہے۔ صدر صاحب کیا کر رہے ہیں ؟ جن کے خلاف ریفرنسز تھے ۔ وہ کیا ایوان صدر میں حلف نہیں اٹھاتے ؟ آخر یہ الگ الگ معیار کیوں ہے ؟ جمہوریت کا الگ معیار کیوں ہے ؟ اگر میں رکن پارلیمنٹ ہو کر عدالت میں کسی فیصلے کے مطابق کوئی رائے زنی کرتا ہوں تو آپ کہتے ہیں توہین عدالت ہے ۔ صدر صاحب انہی لوگوں کو جن کو انہوں نے خود ہی بدعنوان قرار دیا تھا۔ ان کو حلف اٹھواتے ہیں تو کوئی بات نہیں ۔

جناب چیئر مین صاحب ! میں یہی گزارش کروں گا کہ اس وقت ذاتی اختیارات کی اور بچوں کی لڑائی جو صدر اور وزیر اعظم کے درمیان تھی ۔ اس کے لئے پورے سسٹم کو ختم کرنا یہ کہاں کی دانشمندی ہے اور کہاں کی عقلمندی ہے ؟ جناب چیئر مین صاحب ! اگر وزیر اعظم صاحب ٹی وی پر دھواں دھار تقریر کرتے ہیں کہ جناب صدر صاحب غدار ہیں ' صدر صاحب نے ایوان صدر کو حکومت کے خلاف اور غداری کی آماجگاہ بنایا ہے اور تین دن پہلے وہی نواز شریف

صاحب اسی صدر صاحب کو پاکستان مسلم لیگ کی طرف سے پاکستان کے لئے صدر نامزد فرماتے ہیں ۔ خدا را بتائیں کہ اگر وہ غدار ہیں تو اس غدار کو پاکستان مسلم لیگ کی طرف بحیثیت وزیراعظم کے آپ پاکستان کا صدر نامزد کرتے ہیں تو آپ غدار نہیں ہیں ۔ چیئر مین صاحب ! آخر قوم کو بتائیں کہ یہ کیا ڈرامہ ہے یہ کیا کھیل ہے ؟ صدر صاحب نجکاری کو اتنا صاف شفاف قرار دیتے ہیں ۔ پارلیمنٹ میں اور اپنی تقریر میں کہتے ہیں کہ جناب یہ بے ایمانی۔ میں بحیثیت رکن پارلیمنٹ کے ان تقریروں پر یقین کروں یا ان کی اس ٹیلیوژن کی تقریر پر یقین کروں ۔ میں سابق وزیر اعظم نواز شریف صاحب کی اس تقریر پر یقین کروں ۔ جس میں انہوں نے کہا کہ ہم نے ' صدر صاحب ہمارے لئے بڑے محترم ہیں ' صدر صاحب کا اتنا بڑا مقام ہے اور صدر صاحب نے قوم کی خدمت کی ہے ۔ آئندہ پانچ سال کے لئے غلام اسحاق خان صاحب کو صدر بنانے کا میں اعلان کرتا ہوں اور میرے پارلیمنٹ کے تمام ارکان ' چاروں صوبائی اسمبلیوں کے ارکان جو ہیں وہ اسے ووٹ دیں گے اور ایک دن کے بعد کہتا ہے کہ یہ بڑا غدار ہے ۔ جناب چیئر مین صاحب ! آخر قوم کو بتایا جائے کہ یہ کون سا نظام ہے ۔ یہاں پارلیمانی نظام ہے ' یہاں صدارتی نظام ہے یا کون سا نظام لاگو ہے تاکہ اس کے مطابق ہم قوم کی نمائندگی کر سکیں۔

جناب چیئر مین صاحب ! میں یہی گزارش کروں گا کہ حالات کو نظریاتی بنیاد پر یہاں پر ایک بل پاس ہوا شریعت بل کے نام سے سینٹ نے پانچ ' چھ سال لگا کر اس کو پاس کیا اور صدر صاحب نے ان کا بھی کیک کھایا ۔ اس نے کہا یہی شریعت ہے ۔ اس کے بعد جب نواز شریف صاحب پہنچے ۔ انہوں نے کہا وہ تو جی ' اور اعلان کیا اور قومی اسمبلی کے ارکان سے (اس میں کوئی قومی اسمبلی کا ممبر تھا) دستخط لئے گئے کہ جناب قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کیا جائے گا اور سینٹ میں جو شریعت بل پاس ہوا ہے ۔ اسے ہم قومی اسمبلی میں پاس کرانے کی کوشش کریں گے ۔ ریکارڈ پیش ہے لیکن اس وقت بےنظیر صاحبہ کی حکومت تھی اور جب ان کی اپنی حکومت آئی اور میں اس بات کا گواہ ہوں کہ یہاں سے مولانا سمیع الحق صاحب ' مولانا عبدالستار نیازی اور دوسرے ارکان پارلیمنٹ اسی صدر غلام اسحاق خان کے پاس پہنچے اور ہم نے کہا کہ سینٹ نے محنت شاقہ کے بعد شریعت بل منظور کیا ہے ۔ اب قومی اسمبلی میں جا رہے تھے ' لیکن آپ نے اسمبلی توڑ دی ' لیکن اب آپ ایسا کریں کہ اسے ordinance کے ذریعے نافذ کریں تاکہ آنے والی قومی اسمبلی کو اسے منظور کرنے میں دشواری نہ ہو ۔ جناب چیئر مین صاحب! صدر پاکستان نے کہا کہ

اگر میں اسے آرڈیننس کے ذریعے نافذ کروں گا تو نواز شریف کس base پر الیکشن لڑیں گے ۔ میں اس کے لئے تیار ہوں ۔ میں حلف اٹھانے کے لئے تیار ہوں ۔ یہ صدر غلام اسحاق خان کے الفاظ تھے ۔ جناب چیئر مین صاحب ! ہم یہی پوچھتے ہیں کہ کاش آپ تقریر میں یہ کہتے کہ اس نواز شریف نے، جس نے آئی جے آئی کے منشور کے مطابق ووٹ حاصل کئے تھے ، اسلام کے نفاذ کی بنیاد پر ووٹ حاصل کئے تھے ، شریعت بل کے نفاذ کی بنیاد پر ووٹ حاصل کئے تھے ، گلی گلی جا کر اسلام کے نام پر ووٹ حاصل کئے تھے ۔ اس نے اسلام کا مذاق اڑایا اور سودی نظام نافذ کیا ہے اور رائج کیا ہے اور یہاں سے منظور کرایا اور بحیثیت صدر غلام اسحاق خان جو ہے وہ میں اس کی حکومت ختم کرتا ہوں کیونکہ اس نے آئین کی خلاف ورزی کی ہے ۔ تب ہم سمجھتے کہ واقعی صدر صاحب آپ نظریاتی بنیادوں پر اس ملک کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں ۔ آپ اسلام کی بنیاد پر اور جس کلمے کے نام پر یہ ملک حاصل کیا گیا ہے۔ اس کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ کیا کہ کل بابا گو بابا اور آج بابا لو کچھ دو بابا ہو اور جناب نظریاتی بنیادوں پر کوئی فیصلہ نہ کیا جائے۔ جناب چیئرمین صاحب تو پھر ان اداروں کا اور ان جمہوری اداروں کا کیا مستقبل رہ جاتا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! میں یہ گزارش کروں کہ یہ ایوان جو ایوان بالا کہلاتا ہے یہ چاروں صوبوں کی آخری امید ہے اور چاروں صوبے اور چاروں اکائیوں کو آپ نے مطمئن نہیں کیا تو پھر آپ اس ملک کو برقرار نہیں رکھ سکتے ۔ ہمیں کیا فرق پڑا ۔ میرا تعلق بلوچستان سے ہے ۔ ایک وہ وقت تھا کہ بلوچستان کے 24 ایم پی اے کو سرکاری طور پر چارٹر طیارے کے ذریعے کوئٹہ سے اسلام آباد لایا گیا اور انہیں وزیر اعظم ہاؤس میں بٹھا کر ان کی وفاداریاں تبدیل کی گئیں۔ جمالی کے سر پر ہاتھ رکھا گیا کہ جناب تم ہمارے وزیر اعلیٰ ہو۔نواز شریف نے (Horse trading) کی، ہمیں کیا فرق پڑا۔ وہی کام جو کل سابق وزیر اعظم نواز شریف نے کئے ہیں۔ آج وہی کام صدر پاکستان کر رہے ہیں اور تمام اسمبلی کے ارکان کو چارٹر کے ذریعے منگوا کر دوبارہ اسی جمالی کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہہ رہے ہیں کہ جناب یہ ہمارے وزیر اعلیٰ ہیں۔ چیئر مین صاحب ! ایک بیچاری بکری تھی ۔ اس پر بھیڑیئے نے حملہ کیا تو ایک شکاری نے بھیڑیئے کو گولی سے مار کر ختم کیا اور بکری کو گھر لے آیا۔ بکری بڑی ممنون ہوئی ۔ گھر آ کر اس نے شام کو اسے ذبح کیا۔ اسے فرق کیا پڑا، چاہے وہ بھیڑیئے کے ہاتھوں ماری جاتی یا شکاری کے ہاتھوں۔

آپ صوبائی خود مختاری کی بات کرتے ہیں اور جناب عجیب بات ہے۔ میری سمجھ میں بات

نہیں آتی کہ جب ہم نواز شریف کے خلاف تھے' اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بلوچستان میں بھی (J. W P) اور ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے تھے تو (P.I.D.A) والے وہاں حکومت میں تھے۔اب وہی حالت ہے (P.N.P) اور پشتون خواہ وہاں حکومت میں ہیں یہاں اپوزیشن میں' میں یہ گزارش کروں گا جناب چیئرمین صاحب! اگر صوبوں کو (remote controal) کے ذریعے آپ چلانے کی کوشش کریں۔ چاہے وہ ریموٹ کنٹرول کرنے والا ایوان صدر میں بیٹھا ہو تب بھی حسین احمد اس کی مخالفت کرے گا۔ چاہے وہ وزیراعظم ہاؤس میں بیٹھا ہو تب بھی حسین احمد اس کی مخالفت کرے گا۔ آخر کیا بات ہے قومی اسمبلی کو جس طرح تباہ کرتے ہو کرو اور کرتے آ رہے ہو لیکن تمہاری دست برد سے صوبائی اسمبلیاں محفوظ نہیں ہیں۔ وہاں کے ارکان محفوظ نہیں ہیں۔ مجھے بتایا جائے کہ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں اس ایوان میں کہ دونوں دفعہ جہاز بھر کر یہاں فیصلے نہیں کروائے گئے؛ آخر یہ کیا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! مشرقی پاکستان میں یہی کچھ کیا گیا۔ اسی انداز میں ان کو اس بات پر مجبور کیا گیا۔ آخر کار اس بڑے صوبے کو آپ وفاق کے ساتھ نہیں رکھ سکے۔ خدا کے لئے جناب چیئرمین صاحب! ایسے حالات پیدا نہ کریں۔ جناب چیئرمین صاحب! صدر صاحب نے خود یہ فرمایا یعنی اس اسمبلی توڑنے کے لئے جو تقریر انہوں نے فرمائی۔ انہوں نے اس میں کہا کہ بیشتر وفاقی اکائیاں مرکزی حکومت کے رویے اور چوہدراہٹ کے خلاف سراپا احتجاج بنی ہوئی ہیں۔ لیکن کیا وہی کچھ نہیں ہوا۔ اب کل آزاد کشمیر کی باری آئے گی۔ مجھے پتہ نہیں کہ جناب یہی جمالی صاحب یہ نواز شریف کے حامی تھے۔ یہی میر افضل صاحب نواز شریف کے حامی تھے۔ یہی مظفر شاہ صاحب نواز شریف کے حامی تھے۔ وائیں نہیں تھے' وہ اپنے انجام کو پہنچ گئے اور اگر یہ بھی اسی اپنے موقف پر قائم رہتے تو ان کا حشر بھی وائیں ہی کی طرح ہوتا۔

جناب چیئرمین صاحب! میں یہ گزارش کروں گا کہ حالات کو اس انداز میں نہ لے جائیں بلکہ صوبوں کو جو خودمختاری اس آئین میں دی گئی ہے۔اس کو محفوظ خاطر رکھا جائے اور آئین کے تحت دفعات کو اپنے ذاتی اغراض کے لئے' اپنے ذاتی اختیار کے لئے استعمال نہ کیا جائے اور جمہوریت کی بنیاد پر جو فیصلہ عوام کرتے ہیں' جمہوری ادارے کرتے ہیں۔ آپ کے پاس ان کے قواعد و ضوابط موجود ہیں' ان کے مطابق ان فیصلوں پر عمل درآمد کیا جائے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ بہت بہت شکریہ جناب' اس کے بعد ہیں جناب ذکی الدین پال صاحب۔

جناب ذکی الدین پال۔ موضوع زیر بحث ہے اس پر کافی لمبی تقریریں ہو چکی ہیں۔ میں کوئی لمبی تقریر نہیں کروں گا اور نہ ہی ان دلائل کا اعادہ کروں گا جو دئیے جا چکے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں موجودہ حالات میں سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ آیا پارلیمنٹ سپریم ہے یا ایک فرد واحد سپریم ہے اور میں اپنے دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ پارٹی کی وفاداریوں کی سطح سے بلند ہو کر اس مسئلے پر سوچیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے دونوں طرف سے بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں ۔ میں ان غلطیوں کا اعادہ نہیں کرنا چاہتا نہ ہی میں ان غلطیوں کو defend کروں گا ۔ قاضی حسین احمد صاحب نے بہت باتیں صحیح کہی ہیں اور بعض باتوں میں (ان سے) میں اختلاف بھی کرتا ہوں ۔ حافظ حسین احمد صاحب نے اور ان سے قبل پروفیسر خورشید احمد صاحب، یحییٰ بختیار، خواجہ محمد آصف نے جو باتیں کی ہیں ۔ میں ان کا بھی اعادہ نہیں کرنا چاہتا ۔ میں ان کے دلائل کو یہاں adopt کرتا ہوں ۔ میں repitition نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی میں کوئی طویل تقریر کرنا چاہتا ہوں ۔

مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ صدر کے اس اقدام کے آئینی پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے، بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان کے پاس مناسب وجوہ تھے جو وہ آرٹیکل ۵۸ کے تحت اسمبلیوں کو توڑ دیتے۔ میرے نزدیک ایسی بات نہیں تھی ۔ کوئی valid reason کوئی valid ground یا کوئی justification نہیں تھی اور میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کروں گا کہ یہ سارا اقدام malacious اور malafide ہے ۔

جناب چیئرمین میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ۱۴ اپریل کو سابق پرائم منسٹر اور صدر صاحب کے درمیان میٹنگ ہوئی تھی ۔ جس میں صدر صاحب نے ان سے کہا کہ آپ کے کام میں یہ خامی ہے اور ان خامیوں کو آپ درست کریں اور عوام کو مطمئن کریں ۔ یہ نہیں کہا کہ مجھے مطمئن کریں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ ۱۴ اپریل کا جو نوٹیفکیشن صدارتی محل سے جاری ہوا ہے ۔ اس میں یہی کہا گیا ہے کہ یہ نہیں کہا کہ مجھے مطمئن کریں بلکہ عوام کو مطمئن کریں اور ۱۸ اپریل کے لئے سپیکر گوہر ایوب نے نیشنل اسمبلی کا اجلاس طلب کر لیا تھا۔ اس اجلاس میں یہ ساری باتیں زیر بحث آ سکتی تھیں ۔ اگر وہ اس وقت vote of confidence لیتے تو مخالف جو تھے وہ ان کو للکارتے اور کہتے کہ یہ آپ نے یہ غلطی کی ۔ ہم آپ پر عدم اعتماد کرتے ہیں، اعتماد کا ووٹ نہیں دیتے ۔ یہ ساری باتیں

واضح ہو جاتیں ۔ صدر صاحب کو یہ خیال نہیں بلکہ یقین تھا کہ وزیر اعظم کو ۱۸ اپریل کو جو اجلاس طلب کیا گیا ہے ۔ اس میں اعتماد کا ووٹ مل جائے گا اور وہ یہ situation برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ۱۷ اپریل کو انہوں (محمد نوازشریف) نے تقریر کی اور ۱۸ اپریل کو انہوں نے شام کو اسمبلی کو dissolve کر دیا ۔ تو یہ سب سے بڑی malafide act ہے ۔ ان کا جس کا کوئی جواز نہیں تھا اور جس کو defend نہیں کیا جا سکتا ۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ بہانہ بنایا گیا کہ ٹریژری بنچز کے اور حزب اختلاف کے بے شمار استعفے ان کے پاس آ چکے تھے۔ جناب یہ بڑی دلچسپ بات ہے اور اب یہ تو بات تقریباً اوپن ہی ہے ۔ میں ابھی سپریم کورٹ کی proceedings attend کر کے آ رہا ہوں ۔ میں خود کونسل ہوں میاں نواز شریف کا اس کیس میں 'اور اٹارنی جنرل نے آج تسلیم کیا ہے ۔ اوپن کورٹ میں بیشتر استعفے جو ہیں وہ undated ہیں ۔ ان پر کوئی تاریخ نہیں ہے ۔ کسی تاریخ کے بغیر استعفے دئیے گئے ہیں اور جتنے استعفے بےنظیر صاحبہ نے ان کو دئیے ہیں ۔ ان پر کوئی تاریخ نہیں ہے ۔ تو یہ استعفے کب کے ہیں ' کیسے ہیں ۔ ان کے متعلق کیسی satisfaction کی گئی ۔ کس طرح satisfaction کی گئی ۔ یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے اور اٹارنی جنرل کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہ تھا کہ ان پر تاریخ کیوں نہیں ڈالی گئی اور اب یہ کورٹ ہی فیصلہ کرے گی کہ تاریخ نہ ڈالنے کا کیا effect ہو سکتا ہے ؟ اس کا کیا اثر ہے؟ میں اس پر کوئی اپنی رائے نہیں دے سکتا ۔ سردست اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ استعفے قانون کے تحت' آئین کے تحت سپیکر کو جانے چاہئیں تھے۔ یہی بات انہوں نے تسلیم کی ہے کہ سپیکر کے پاس نہیں گئے لہذا وہ valid ہیں' effective ہیں ۔ ان کا کوئی اثر ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا ۔ اس پر عدالت فیصلہ کرے گی ۔ سردست primafacie میں سمجھتا ہوں کہ وہ استعفے جو ہیں ۔ جن کا ذکر صدر صاحب نے اپنی تقریر میں کیا ہے ۔ ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں تھی ۔ وہ تو ایک lever کے طور پر استعمال کئے گئے تھے اور وہ بغیر کسی اثر کے وہ ان کے پاس پڑے رہے ہیں ۔ دوسری یہ کہ اگر صدر صاحب کے پاس وہ استعفے پہنچ گئے تھے تو ان کا یہ فرض تھا کہ ان کو وہ سپیکر کے پاس بھیج دیتے ۔ اگر ان کا bonafide action تھا ۔ اگر صدر صاحب bonafide کے طور پر کام کرنا چاہتے تھے تو ان کا فرض تھا کہ وہ under the law ان استعفوں کو سپیکر کے پاس بھیج دیتے اور سپیکر صاحب قانون اور آئین کی متعلقہ دفعات کے تحت یہ فیصلہ کرتے seven days کے اندر اندر ان کے استعفوں کو منظور کرنا یا نہ کرنا ہے۔ ایسا نہیں کیا گیا ۔

اس لئے وجہ بھی بیان کی ہے ۔ صدر صاحب نے اپنی اس تقریر میں کہ ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے ۔ یہ ساری کی ساری invalid ہے اور اس پر انحصار کیا ہی نہیں جا سکتا ۔

دوسری میری گزارش میں ان کی تقریر کے کچھ اقتباسات پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں اور یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں زیادہ تر malafide نے کام کیا ہے ۔ bonafide سے کام نہیں کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ۱۷ اپریل کو جو تقریر میاں نواز شریف نے کی ہے ۔ ۱۸ اپریل کو ڈسمسل کا آرڈر پاس کیا گیا ہے ۔ یہ اس تقریر کا رد عمل تھا اور malafide ہے bonafide نہیں ہے ۔ اس تقریر کے جواب میں انہوں نے ڈسمسل کر دیا ہے اور کوئی وجہ نہیں ہے اور یہ جتنی وجوہ بیان کی گئی ہیں ۔ یہ بھی اس تقریر کے رد عمل کے طور پر بیان کی گئی ہیں ۔ مثال کے طور پر میرے پاس کراچی کا مشہور ہفت روزہ 'تکبیر' ہے ۔ اخبار مجھے مل نہیں سکا ۔ اس میں انہوں نے صدر صاحب کا تقریر کا مکمل متن دیا ہوا ہے اور نواز شریف کی تقریر کا بھی مکمل متن دیا ہے ۔ بغیر کسی اپنے تبصرے کے دونوں تقریروں کے متن شائع کر دیئے ہیں ۔ ایک بات میں یہ کہتا ہوں کہ میاں نواز شریف کی تقریر جو تھی وہ malicious نہیں تھی ۔ انہوں نے سب سے بڑا الزام یہی لگایا تھا اس میں کہ میرے خلاف جتنی سازشیں ہو رہی ہیں ' اس کے جو تانا بانا ملتے دھارے ہیں ۔ وہ صدارتی محل میں جا کر ملتے ہیں اور میرے خلاف جو سازشیں ہو رہی ہیں ۔ مجھ کو ہٹانے کی سازشیں ہو رہی ہیں ۔ اس میں صدر صاحب ایک فریق ہیں ۔ یہ کوئی گالی نہیں تھی ۔ یہ تو حالات و واقعات کے مطابق ایک واقعہ بیان کیا گیا تھا ۔ اس میں گالی والی کیا بات تھی ؛ انہوں نے اپنی اصلاح اور حالات کی درستگی کے لئے اور اقدامات کرنے کی بجائے ملک کو ایک انتہائی سنگین بحران سے دوچار کرنے کی ٹھانی ۔ ان کی ہٹ دھرمی ضد اور ناعاقبت اندیشی کا کچھ اندازہ آپ کو سابق وزیراعظم کی کل کی تقریر سے ہو گیا ہو گا ۔ یہ تقریر کرتے وقت ایک طرف انہوں نے اپنی حکومت کی سیاہ کاریوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی تو دوسری طرف ملک کے آئین اور پاکستان کے اعلیٰ ترین آئینی عہدے وطن عزیز کی سالمیت اور مملکت خداداد کے وقار' نیک نامی اور ناموس کی دھجیاں بکھیرنے کی بھی جسارت کی ۔ اس تقریر سے کم سے کم یہ تو ظاہر نہیں ہوتا ۔ یہ صحیح ہے کہ انہوں نے صدر صاحب پر نکتہ چینی ضرور کی ہے اور آئین کے تحت کوئی ایسی دفعہ نہیں ہے کہ صدر اگر کوئی malafide action کریں یا وہ غلط کام کریں تو وزیراعظم یا کوئی بھی شخص اس پر نکتہ چینی نہیں کر سکتا ۔ ایک عام شہری نکتہ چینی کرے تو وہ کیوں نہیں کر سکتا ؛ کون سی دفعہ ہے یا کون سا آئین ہے ۔

جس کے تحت ایک عام آدمی کو بھی صدر پر نکتہ چینی کرنے کی اجازت نہیں ہے ۔ President is not above the law. He is captured under the Constitution اگر وہ انہوں نے آئین کے تحت کام نہیں کیا ہے تو ان پر criticism ہو سکتا ہے ۔ قانون کے تحت یہ بات مسلمہ ہے کہ کوئی بھی خواہ وہ صدر ہو، وزیراعظم ہو، وزیر ہو اگر اس کا کوئی ایکشن malafide ہے ۔ اس پر ضرور نکتہ چینی ہوگی بلکہ وہ Court of Law میں جائے گا ۔ وہ justiciable ہے ۔ اس کو قانون میں گھسیٹا جا سکتا ہے ۔ اس لئے یہ کہنا بڑی عجیب سی بات ہے ۔ یہ تو بس وہی one man rule والی بات ہم پر impose کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اس ساری تقریر میں اس روز جو صدر صاحب نے کی ہے ۔ ۱۸ کو ایک تو یہ بات ہے ۔ دوسری یہ میں جو وجوہ بیان کر رہا ہوں ۔ جو انہوں نے کی ہیں ۔ دوسرا کہا گیا ہے کہ privatization جو ہے وہ بہت زیادہ کی گئی ہے ۔ اس میں transparency کا ذکر نہیں تھا ۔ ذکر یہ تھا کہ privatization بہت زیادہ کی گئی ہے ۔ ایسا نہیں ہونا چاہئیے تھا ۔ privatization پر attack کیا گیا ہے ۔ میں آپ کو ایک مثال دینا چاہتا ہوں ۔ یہ کہا گیا کہ امریکہ اور برطانیہ میں بھی جو حالیہ انتخابات ہوئے ہیں ۔ اس میں privatization کا نعرہ نہیں تھا بلکہ liberal policy گورنمنٹ سپانسرڈ (liberal policy-government sponsord) سکیمیں چلائی گئیں تھیں ۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے ۔ ابھی حال ہی میں آپ نے اخباروں میں خبر پڑھی ہوگی کہ برٹش ائیرویز کو انہوں نے پرائیویٹائز کیا ہے اور پرائیویٹ سیکٹر میں اس کے ۱۵ فی صد حصص فروخت کئے گئے ہیں ۔ برٹش ائیرویز تو بہت بڑی کمپنی ہے ۔ برطانیہ کے ہوائی جہاز کی تو اس میں شیئرز کی جو میجارٹی جو تھی ۔ وہ گورنمنٹ کے شیئرز تھے ۔ ابھی حال ہی میں اس کو پرائیویٹ کیا گیا اور ۱۵ فی صد پرائیویٹ سیکٹرز کو دئیے گئے ہیں تو یہ مثال صدر صاحب نے غلط دی ہے اور پتہ نہیں یہ سارے فیگرز انہوں نے کہاں سے لئے ہیں اور کون ان کو feed کرتا ہے ۔

اسی تقریر میں جو انہوں نے ٹیکسی ڈرائیوروں کے متعلق کہا ہے ۔ میں اس میں کوئی زیادہ اضافہ نہیں کرنا چاہتا ۔ اس سے پہلے پروفیسر خورشید احمد صاحب نے اور یحییٰ بختیار صاحب نے بہت کچھ کہہ دیا ہے ۔ ان کے جتنے دلائل ہیں ان کو adopt کرتا ہوں ۔ میں جو دلائل دئیے گئے میں ان کو نہیں دہرانا چاہتا۔

یورپ اور امریکہ میں آپ دیکھیں ۔ مجھے خود ذاتی اتفاق ہوا ہے ۔ most well educated persons are driving taxi cars earning their livelihoods in a very honourable

manner یہ کوئی جرم نہیں ہے ۔ یہ تو روزگار چلانے والی بات ہے ۔ ایسی کیا بات ہے ؟ آپ طعنہ دیتے ہیں کہ آپ ٹیکسی ڈرائیور ہیں کہ کوئی بات ہے اور میرے ذاتی علم میں ہے ۔ میں وہ بات کہہ دینا چاہتا ہوں ۔ چونکہ جو سکیمیں رفاہ عامہ کے لئے اقتصادی سلسلے میں نوازشریف نے شروع کیں تھیں ۔ ان کی instalments بند کر دی گئیں ہیں حالانکہ وزیرموصوف نے یہاں کہا ہے کہ instalments بند نہیں کی گئی ہیں ۔ بندکر دی گئی ہیں۔ میں لاہور کی ایک ایسی فیملی کی بات کر رہا ہوں ۔ ایک میٹرک پاس نوجوان جس کو کہیں نوکری نہیں ملتی تھی ۔ وہ خود میرے پاس آیا ۔ اس نے کہا جی مجھے بنک سے صرف ۲۵۰۰۰ روپیہ قرض دلا دیں ۔بڑی معمولی سی رقم ہے ۔ میں بطور vender کے کام کر لوں گا اور اپنے خاندان کا پیٹ پال لوں گا ۔ دو بہنیں اور وہ بڑا بھائی میٹرک پاس ہے ۔ میں نے کوشش کرکے ۲۵۰۰۰ روپے کا قرض دلایا اور اس نے قانونی لوازمات پورے کر دیئے ۔صرف ایک instalment ملی ہے باقی instalments بند کر دی گئیں ہیں ۔ وہ میرے پاس پھر آیا کہ میں اب کیا کروں؟ میں نے کہا ٹھیک ہے ۔ میں خود اپنی جیب سے کچھ کردوں گا مگر بہر حال یہ حکومت کی مفید سکیم تھی جو انہوں نے بند کر دی ہے اور معمولی instalments تھیں ۲۵۰۰۰ روپیہ کیا instalments ہوتی ہیں اور اس نے پہلی instalment pay بھی کردی تھی قرضے کی اور اب اس کو مزید instalment نہیں ملی ۔ یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ جی بینکوں کو کوئی ایسی ہدایات نہیں ہیں کہ وہ instalments بند کریں یا قرضہ نہ دیں ۔ میں یہ آپ کو واضح مثال دیتا ہوں کہ اس کی ۲۵۰۰۰ روپے کی instalment نہیں دی گئی ۔ اس نے کوشش بھی کی لیکن نہیں دی گئی تو یہ اتنا ظلم ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے ۔ لوگوں کو ایک روزگار کا ذریعہ مہیا کیا گیا تھا ۔ اس کو بند کیا جا رہا ہے ۔

جناب انہوں نے اب یہ کیا ہے جی کہ ملازمتیں کھول دی گئی ہیں ۔ اس پر پابندی ختم کر دی گئی ہے ۔ اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کہاں سے یہ ملازمتیں دیں گے ۔ ملازمتیں ہیں ہی نہیں اور یہی ایک متبادل بندوبست تھا کہ لوگوں کو اپنے کام پر لگایا جائے ۔ ان کو قرضہ دیا جائے ۔ وہ چھوٹے موٹے کام کریں بڑی بڑی انڈسٹری بھی لگا لیں اور چھوٹی انڈسٹری بھی لگا لیں اور اپنا روزگار جو ہے وہ مہیا کریں ۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ ساری malafide action ہیں پھر صدر صاحب نے کہا کہ ملک میں امن و امان کا مسئلہ بڑا خراب ہو گیا تھا ۔ یہ بھی کہا گیا کہ سندھ میں اب ویسے امن ہے۔ گزارش یہ ہے کہ اتنا بڑا ملک ہے ۔ چھوٹا موٹا disorder تو ہوتا رہتا ہے ۔ پنجاب

ہو، سرحد ہو، بلوچستان ہو۔ جس طرح سے پہلے سندھ میں ڈاکے پڑتے تھے۔ وہ صورت حال تو نہیں ہے۔ اب وہ ڈاکے تو نہیں پڑ رہے ہیں۔ کوئی ڈکیتیاں تو نہیں ہو رہی ہیں اور قتل و غارت اس طرح سے تو نہیں ہو رہا ہے۔ لوگوں کے کام بند تو نہیں ہوں گے۔ جس طرح سے یحییٰ بختیار صاحب نے کہا کہ ٹرینیں تو چلنا بند نہیں ہو گئیں۔ لوگوں نے دفتروں میں کام کرنا بند تو نہیں کیا۔ یہ سارے آئینی لوازمات ہیں۔ جو جاری ہیں اور آئینی طریقے سے کام ہو رہا ہے۔ اس نئے آئین کے تحت کوئی valid reason نہیں تھا صدر صاحب کے پاس کہ وہ اسمبلیوں کو dissolve کرتے۔ یہ ایک چونکہ malafide action تھا جو لینا تھا۔ انہوں نے وہ کر دیا۔

ایک اور وجہ جو بیان کی گئی ہے۔ کواپریٹو سکینڈلز اور تاج کمپنی سکینڈل اس سلسلے میں میں بڑی ضروری بات کرنا چاہتا ہوں کہ کواپریٹو کمپنی پرائیویٹ کمپنیاں تھیں۔ یہ کبھی بھی گورنمنٹ کی کمپنیاں نہیں تھیں نہ ہی گورنمنٹ نے اس میں اپنا سرمایہ لگایا تھا۔ اگر لوگوں نے ان میں سرمایہ لگایا تھا تو اپنی صوابدید کے مطابق لگایا تھا۔ خود لگایا تھا نہ کہ گورنمنٹ کے کہنے کے مطابق لگایا تھا اور اگر یہ فیل ہو گئی ہیں تو گورنمنٹ تو ذمہ دار نہیں ہے۔ یہی جواب پچھلی حکومت میں اعتزاز احسن نے دیا تھا۔ یہ بالکل ٹھیک جواب تھا جو اعتزاز احسن نے دیا تھا۔ وہ میرے دوست ہیں۔ انہوں نے ٹھیک جواب دیا تھا۔ being a lawyer, I mean replied very correctly تو گزارش یہ ہے کہ یہ تو کوئی وجہ بن نہیں سکتی تھی۔ انہوں نے بڑی دردمندی سے یہ کہا ہے جی کہ اس سکینڈل میں یہ گورنمنٹ ملوث ہوئی وہ کیسے ملوث تھی؟ جو گورنمنٹ سکیم تھی ہی نہیں تو گورنمنٹ کیسے ملوث ہوئی۔ یہ تو پرائیویٹ کمپنیاں تھیں۔ وہ خود ڈاکے ڈالنے والے لوگ تھے جنہوں نے یہ ساری کمپنیاں قائم کی تھیں۔ لوگوں کو انہوں نے ورغلایا۔ لوگ ان کے ورغلانے میں آ گئے دھوکے میں آ گئے۔ پھر بھی یہ ہے کہ پنجاب حکومت نے یہ کیا کہ جو لاہور ہائی کورٹ کا جج تھا۔ اس کے سپرد یہ سارا کام کردیا اور وہ کیس ابھی تک لاہور ہائی کورٹ میں pending ہے اور کوشش ہو رہی ہے کہ کمپنیوں سے روپیہ واپس کر کے متعلقہ لوگوں کو دلوایا جائے۔ کہاں تک کامیابی ہوتی ہے۔ میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ان کی جو اپنی supremacy ہے۔ اس کے erosion کا صدر صاحب کو بڑا دکھ ہے۔ پھر یہ کہا گیا کہ وزیراعظم کے ہاتھوں آئینی روایات شرافت، تہذیب اور اخلاق کے جس طرح پرخچے اڑائے گئے۔ اس کی بد ترین مثال کل رات قوم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ جب فیڈریشن کے آئینی سربراہ پر سرکاری ذرائع ابلاغ کے ذریعے الزام تراشی کا ریکارڈ قائم کیا گیا

پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ کسی وزیراعظم نے اس طرح آئین سے بغاوت کرتے ہوئے ملک کے صدر کو سازشی اور غیرمقدس جیسے القاب سے نوازا۔ دنیا کی پارلیمانی جمہوریت کی پوری تاریخ میں اس طرح کی لغو مثال شاید ہی کوئی ملے اور تعجب کی بات ہے کہ جوش خطابت میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے وہ یہ بات بھول گئے کہ وہی صدر ہے ۔ جسے کل زبردست خراج تحسین پیش کر چکے ہیں ۔

جناب میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔ میں وہ الفاظ نہیں دہرانا چاہتا ہوں جو خود انہوں نے دہرائے ہیں ۔ ہرزہ سرائی کا لفظ تو کبھی استعمال کیا ہی نہیں ۔ نواز شریف نے یہ آپ ہی ہیں جو سارے الفاظ استعمال کر رہے ہیں اور میں یہ کہوں گا کہ یہ کیا ہے یہ جو آپ کے الزامات ہیں ' یہ جو آپ کے الفاظ ہیں ۔ یہ کیا ہیں ؟ یہ کس زمرے میں آتے ہیں یہ قانون کے کس زمرے میں آتے ہیں ؟ یہ definition ہے یا نہیں ہے ۔ سارے defamatory الفاظ ہیں جو آپ نے استعمال کئے ہیں اور کوئی شخص آپ کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے ' صدر صاحب ہو یا کوئی بھی ہو ۔ جس دفعہ آپ کا حوالہ لیتے ہیں یا جن کے تحت exemption جو کلیم کرتے ہیں۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ جب آپ کوئی جرم کریں گے تو آپ کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا جا سکتا۔ صدر صاحب ہو یا وزیراعظم ہو ' اس کے خلاف اقدام ہو سکتا ہے ۔اگر وہ کوئی جرم کریں یعنی یہ جو زبان استعمال کی گئی ہے ۔ یہ بالکل defamatory زبان ہے اور آپ کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے ۔ وہاں نہیں کی جا سکتی جہاں آئین کے تحت قانون کے تحت کوئی اقدام کیا ہو ۔ اگر خلاف قانون کام صدر کرے یا کوئی بھی کرے ۔۔اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے تو ان کا malice یا malafide______ایک بات اور بھی صدر صاحب نے کی کہ جب فوج کا نیا سربراہ مقرر کیا تھا تو اس پر راضی نہیں تھا حالانکہ یہ بات نہیں ۔ نواز شریف نے اسکی تردید کی ہے کہ اب جو موجودہ سربراہ ہیں ۔ اس پر میں نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا ۔ بات یہ کہنے کی ہے یہ بھی ایک malafide on the part of the President یہ بات چونکہ اس نے اختلاف کیا تھا ۔ اس لئے میں اس کو یہ سزا دینا چاہتا ہوں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سارے واقعات کا اور تمام باتوں کا صحیح تجزیہ نہیں کیا گیا۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو اقدام کیا گیا ہے ۔ اس کا انجام اب اللہ ہی کرے کہ کچھ ٹھیک۔ حالات اچھے نہیں ہیں ۔ جس طرح سے یہ کیا گیا ہے ۔ ابھی تو میں ۔

ہی دے سکتا ہوں اور کیا کہہ سکتا ہوں ۔ ابھی یہ کہا گیا ہے یعنی میرے آنے کے بعد ہی کہا گیا کہ جب ملک میں افراتفری ہو تو پھر Foreign Exchange پر اثر پڑتا ہے ۔ گزارش یہ ہے کہ کس طرح کا اثر پڑتا ہے ۔ جب افراتفری ہے ' جب ایک غیر قانونی قدم اٹھایا جائے تو لوگوں کا اعتماد ختم ہو جاتا ہے اور اس اقدام کے بعد جو اثر Foreign Exchange میں ہوا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ اس ملک میں Foreign currency کے deposits جو کروڑوں ڈالروں میں تھے وہ باہر منتقل ہونا شروع ہو گئے ۔ اس سلسلے میں یہ میرے پاس اخبار ہے " نوائے وقت" اور یہ 4 مئی کا ہے ۔ اس کی تردید آج تک نہیں ہوئی ہے ۔ اس لئے میں صدر لغاری صاحب جو اس وقت بطور وزیر خزانہ یہاں تھے تو میں نے ان سے کہا تھا ۔ ضمنی سوال پوچھا تھا ۔ انہوں نے کہا تھا کہ آپ نوٹس دیں ۔ میں نے کہا تھا کہ اب تک یہ بتائیں کہ کتنے Foreign Exchange ' کتنے کروڑ ڈالرز ملک سے باہر جا چکے ہیں اور انہوں نے کہاکہ اس کے لئے آپ باقاعدہ نوٹس دیں ۔ میں بتاتا ہوں یہ خبر ہے اور اس کی تردید آج تک نہیں کی گئی ۔ یہ کہا گیا کہ ہم Foreign currency کے سلسلے میں کوئی سرٹیفکیٹ جاری نہیں کر رہے ہیں ۔ Bearer Certificates جاری نہیں کر رہے ہیں ۔ وہ ٹھیک ہے ۔ نہیں کر رہے ہوں گے اور سوال یہ ہے کہ Foreign Exchange تو باہر جا رہا ہے ۔ بہت سا جا چکا ہے ۔ اس کے بارے میں آپ نے کون سے تدارک اختیار کئے ہیں ۔ یہ خبر ہے کہ Foreign currency بیرون ملک منتقل کرنے کا سلسلہ جاری ہے ۔ بنکوں میں کیش ڈالر ختم ۔ ڈالر Bearer Certificates کے ذریعے ادائیگیاں کی جا رہی ہیں۔ نواز شریف حکومت کی برطرفی اور قومی اسمبلی توڑے جانے کے بعد مختلف بنکوں سے Foreign currency نکلوانے اور بیرون ملک منتقل کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور ایک محتاط اندازے کے مطابق بیس کروڑ ڈالرز سے زائد رقم نکلوائی جا چکی ہے ۔ جس سے شاید مالی بحران پیدا ہو گیا ہے ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ ساٹھ کے ساٹھ وزرا بغیر کتاب تعداد کے ہمارے حصے میں ایک شریف آدمی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ کیا کریں؛ اور زیادہ کرنی چاہیئے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ جی wind up کریں جی پانچ منٹ اور ہیں ۔

جناب ذکی الدین پال ۔ میرے خیال میں یہ بھی سننے والی بات ہے یہ خبر خاص ہے اور یہ facts پر base کرتی ہے ۔

"----صرف ایک دن میں UBL کی FEC branch سے 70 ملین ڈالر نکلوانے گئے ۔ صورت حال کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے بجا طور پر لگایا جا سکتا ہے کہ بنکوں کے پاس کیش ڈالر بالکل ختم ہو چکے ہیں ۔ لوگوں کو Dollar bearer certificates دئیے جا رہے ہیں جو وہ مارکیٹ میں Debentures کو پانچ پیسے کے فرق سے فروخت کر رہے ہیں"۔ یہ صحیح ہے کے آپ نے تردید کی ہے کہ آپ نے convert نہیں کیا ہے ۔ ان کو Bearer Certificates میں آپ Bearer Certificates دے رہے ہیں کیونکہ آپ کے پاس کیش نہیں ہے تو اس کے عوض میں آپ Bearer Certificates دے رہے ہیں اور وہ کم قیمت پر بیچ کر اپنی رقم پوری کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ اس سے فرق پڑا ہے ۔

پھر آپ کو پتا ہے کہ کوریا کی مشہور فرم جس نے مختلف ٹھیکے لئے تھے ۔ اس نے چارسو کروڑ روپے کے اپنے جو Accounts تھے وہ منجمد کر دئیے ہیں اور وہ جو Accounts ہیں وہ اب کہاں جائیں گے ۔ ہندوستان میں جائیں گے یا ایشیاء کے کسی اور ملک میں جائیں گے ۔ پاکستان بہر حال ان سے محروم ہو جائے گا تو یہ جو اتنا غلط قسم کا قدم اٹھایا گیا ہے ۔ اس سے تمام اعتماد ختم ہو گیا ہے ۔

ایک بات میں اور کہنا چاہتا ہوں کہ اگر انتخابات کے بعد کوئی بھی نئی حکومت آ جاتی ہے تو میں یقین سے کہتا ہوں ۔ حالات کے مطابق گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اعتماد بحال نہیں ہو گا ۔ کئی برسوں میں بھی وہ اعتماد بحال نہیں ہو سکتا جو پچھلے دو برس میں اعتماد تھا ۔ میں آخر میں ایک مثال Asian Development Bank کی جو observations ہیں ۔ وہ میں خاص طور پر آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔ یہ 26 اپریل 1993، کا "Nation" اخبار ہے ۔ اس میں اس نے Asian Development Bank کی ایک رپورٹ کا حوالہ دیا ہے کہ

The Asian Development Bank's report, just released, has following to say about Pakistan: The reforms programme initiated in Pakistan in 1991 continued to gain momentum through out in 1992 and the Privatization and deregulation of the economy helped boost economic performance despite severe floods that destroyed a large portion of cotton crops and disrupted economic and agricultural activity for several ubiques GDP growth for higher growth than in

the previous year. A significant share of current government expenditure and private investment had to be diverted for floods rehabilitation. However, recovery has been fairly, rapid. Improvement was broadly-based on sectors having higher growth rates in 1992.

گزارش یہ ہے کہ یہ تمام جو حقائق ہیں، یہ جو تمام شواہد ہیں - یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ جو action لیا گیا - وہ malafide ہے - جیسے کہ میں نے گزارش کی ہے - اس کے جو نتائج ہیں - وہ بڑے تباہ کن ہوں گے - یہ اس ملک میں جو مسئلہ ہے - وہ میاں نواز شریف یا بے نظیر کی ذات کا نہیں ہے - یہ سسٹم کی بقاء کا سوال ہے - اگر سسٹم کو تباہ و برباد کرنا ہے تو پھر اس ملک کا کوئی مستقبل نہیں ہے -

اگر آج ہم یہ کہتے ہیں کہ آٹھویں ترمیم غلط ہے - اس کا تدارک ہونا چاہئیے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں کم از کم اپنے متعلق کہہ رہا ہوں - اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں نوازشریف کی حمایت کر تا ہوں - میں اس لئے کہتا ہوں کہ ایک فرد واحد کی حکومت کی بجائے پارلیمنٹ کے زمرے میں اس کو تسلیم کیا جائے - پارلیمنٹ سپریم ہے نہ کہ ایک فرد واحد جو اس کے جی میں آئے وہ کر دے اور بیک جنبش قلم پارلیمنٹ کو توڑ دے اور حکومت کو Dismiss کر دے - یہ نہیں ہونا چاہئیے - یہ نہیں ہو سکتا - میں ختم کرتا ہوں بہت شکریہ -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - شکریہ جناب سرتاج عزیز صاحب کل بولیں گے - اس کے بعد سید احسان شاہ صاحب ہیں وہ بھی نہیں ہیں - جناب مندوخیل صاحب -

جناب صوبیدار خان مندوخیل - میں نے عرض کیا تھا کہ کل کروں گا -

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - پھر اجلاس ملتوی کرتے ہیں کل صبح دس بجے کے لئے -

---

[The House then adjourned to meet again at ten o, clock in the morning on Tuesday, the 11th May, 1993.]

PCPPI—4378(97) Senate—15-10-97—180.